21
36

ہفت روزہ

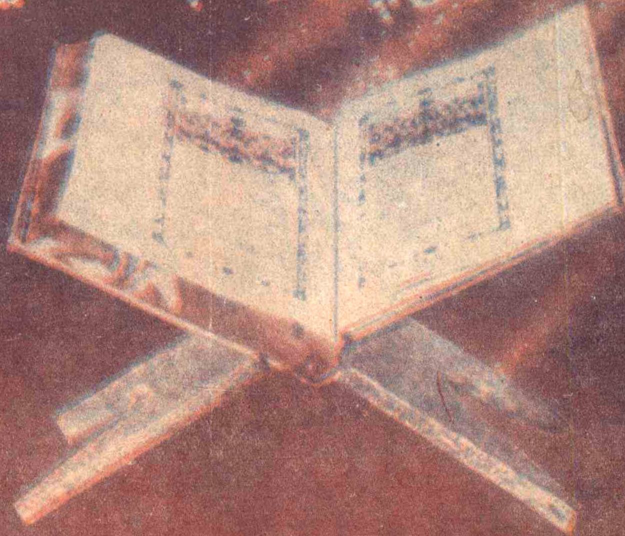
ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک قرآنِ پاک کو شب قدر میں اتارا گیا!



قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم تا ۱۴ ستمبر ۱۹۷۸ء

آغاز برنی

نعت

نسیمِ صبح اب آنے کو ہے مدینے سے
دل و نگاہ سماعت ذرا قرینے سے

تمھاری فہم و فراست پہ جب نگاہ گئی
شعور و عقل کو آنے لگے پسینے سے

مرے خضر مرے آقا بس اک نگاہِ کرم
الجھنے پائے نہ طوفاں مرے سفینے سے

وہی تو اشک ہیں یہ جن کا شور تھا دل میں
سرِ مژہ جو دکھائی دیئے نگینے سے

غلامِ ساقیٔ کوثر ہیں اور بھی لاکھوں
مجھے پلائی ہے خاص اپنے آبگینے سے

کھلا یہ آپؐ کے روضہ پہ آکے رازِ نہاں
کہ خلد کوئی الگ شے نہیں مدینے سے

حضورؐ حسرتِ دیدار پر کرم فرمائیں
یہ آگ بجھتی نہیں آنسوؤں کے پینے سے

ہوئی ہے جب سے نظر آپؐ کی مرے دل پر
طلوع ہوتا ہے خورشید میرے سینے سے

ہوا تھا پل کو تمھارے خیال سے غافل
گذر گئے کئی طوفاں مرے سفینے سے

غرور و کبر تو پتھر ہیں راہ کے آغاز
فلک پہ جائیں گے سب عاجزی کے زینے سے



ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۹

جمعۃ المبارک ۱۴ ستمبر ۷۸ء ۱۳ شوال ۹۸ھ

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ

۴۵ ——— روپے

ششماہی

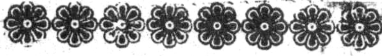
۲۳ ——— روپے

سہ ماہی ——— ۵۰/۱۱ روپے

یکے از مطبوعات

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

نئی کابینہ کی ذمہ داریاں



پاکستان قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی کامیابی کے بعد مرکزی کابینہ بالاخر وجود میں آگئی جس میں وزراء کی اکثریت پاکستان قومی اتحاد سے تعلق رکھتی ہے۔ فوج میں سے کسی کو وزیر نامزد نہیں کیا گیا۔ حتیٰ کہ بیس سال کے طویل عرصے کے بعد وزارت دفاع کا قلمدان بھی ایک سیاسی اور سویلین شخص کو سونپا گیا اور یوں یہ مرحلہ بخیر و خوبی انجام پا گیا۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے مرکزی کابینہ کی حلف برداری کی تقریب کے فوراً بعد اپنی پریس کانفرنس میں جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے اور جو اعلانات کئے ہیں نظر بظاہر وہ خاصے اطمینان بخش ہیں اگر ان اعلانات پر عمل درآمد کے لئے عملی تدابیر اختیار کی جائیں تو خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور ان حلقوں کا منہ بھی بند کیا جا سکتا ہے جو ہر حال میں موجودہ حکومت کو ناکام بنانا چاہتے ہیں اور عوام کی بے چینیاں بھی دور ہو سکتی ہیں۔

انتخابات کے انعقاد کے بنیادی مسئلہ کے بعد اصل مسئلہ معاشیات کا ہے۔ عوام کی پریشانی اس صورت میں دور ہو سکتی ہے کہ ملکی معاشیات کی گاڑی درست سمت کی طرف چلنا شروع ہو جائے اور اس کے نتائج و ثمرات سے ایک آدمی متمتع ہو۔ جہاں تک زبانی جمع خرچ کا تعلق ہے تو سابقہ "عوامی حکومت" کو اس سلسلے میں ید طولیٰ حاصل تھا اور وہ عوام کو فرضی اعداد و شمار کے ذریعہ نت نئے سبز باغ دکھاتی رہی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گذشتہ ایک سال میں مارشل لاء حکومت نے بہت سے اچھے اور مفید کام کئے ہیں لیکن اس کے باوجود عام تاثر یہی رہا ہے کہ مارشل لاء حکومت بھی کام کم اور وعدے زیادہ کرنے کی راہ پر گامزن ہے۔ اس سلسلے میں مارشل لاء حکومت کی بھی کچھ مجبوریاں تھیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مگر اب جبکہ سویلین حکومت کی تشکیل کا مرحلہ طے ہو چکا ہے اور وفاقی کابینہ میں حکومت اور قومی اتحاد نے کافی سوچ بچار کے بعد وزراء کا انتخاب کیا ہے تو یہ توقع کی جا رہی ہے کہ عوام کے دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا کیا جائیگا۔

جنرل صاحب نے اپنی پریس کانفرنس میں وزراء کے بااختیار ہونے کی بات بھی کی ہے اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں پیش رفت کا مژدہ سنایا ہے۔ وزراء کا بااختیار ہونا اس بات کی ضمانت ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ملک اور قوم کے مفاد میں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کو آزادی کے ساتھ بروئے کار لا سکتے ہیں اور اپنے اپنے محکموں میں حسن کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

ہر وزیر اگر دیانتداری اور محنت سے ملک اور قوم کے مفاد کے لئے کام کرنے کا تہیہ کرلے اور اپنی ذات کے آئینہ میں ملک اور قوم کو دیکھنا ترک کردے تو بہت جلد ملک کی کشتی گرداب سے نکل کر ساحلِ مراد تک پہنچ سکتی ہے۔

موجودہ سویلین حکومت کی تشکیل گو محدود عرصے کے لئے انتخابات و جمہوریت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ہی سہی مگر جس پس منظر میں قائم ہوئی ہے اور جن قربانیوں کے بعد وجود میں

آئی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عوام کے جذبات و احساسات کا حتی لامکان خیال رکھے اور عوام کے جذبات و احساسات کیا ہیں، یہی کہ اس ملک میں اسلام کا نظام عدل نافذ ہو جائے تاکہ مملکت کے ہر شہری کو عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع مل جائے۔ اس کی ان گنت معاشی و معاشرتی پریشانیاں دور ہو جائیں۔

گذشتہ تحریک میں عوام نے اسی مقصد کے لئے عدیم المثال قربانیاں دی ہیں اور وہ اول و آخر یہی چاہتے ہیں اور یہ حقیقت اب کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہی۔ ارباب حکومت سے لے کر ایک عام شہری تک اس حقیقت ثابتہ کو جانتا ہے بلکہ بین الاقوامی طور پر بھی اب یہ بات معلوم و مشہور ہے کہ پاکستان کے شہری ملک میں اسلام کے نظام عدل کا نفاذ چاہتے ہیں۔

بعض لوگ اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور معاش میں کوئی تباین ہے یا اسلام صرف اور صرف مسلمانوں کی ہی بہبود و فلاح چاہتا ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ ان کی کم سوادی کم نگاہی ہے۔ اسلام سب سے زیادہ احسن طریقہ سے معاشی مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور تمام ادیان سے بڑھ کر غیر مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کا نگران ہے۔

پیر طریقت صاحبزادہ عبدالہادی دین پوری کا وصال

حضرت امیر مرکزیہ حضرت مفتی صاحب اور حضرت انور کا اظہار تعزیت

ریڈیو پاکستان کی خبر کے مطابق گذشتہ دنوں سراج السالکین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ عبدالہادی صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت دین پوریؒ ایک عرصہ سے صاحب فراش چلے آرہے اور مسلسل نقاہت علالت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مگر حضرت اپنی تمام تر علالت اور نقاہت کے باوجود اپنے معمولات و مشاغل میں فرق نہیں آنے دیتے تھے اور ہر وقت اور ہر لمحہ ہمہ تن ذکر و فکر میں معروف و مشغول رہتے تھے۔ دور دراز سے آنے والے حضرات شوق زیارت اور دعا کی غرض سے آتے اور حضرت دعاؤں اور نصیحتوں کے ساتھ رخصت فرماتے۔

آپ کا تعلق ایک ایسے خانوادے سے تھا جس کی کوششوں سے ملک اور بیرون ملک میں بسنے والے ہزاروں نہیں لاکھوں افراد نے ہدایت پائی اور گناہ کی زندگی کو خیرباد کہہ کر اتباع سنت ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور اپنی عمریں خدمت دین میں کھپا دیں۔

دو ماہ قبل حضرت شیخ درخواستی کی خدمت میں خانپور جانا ہوا تو برادر مکرم مولانا عبدالسمیع صاحب کی رفاقت میں دین پور حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت دین پوری چارپائی پر تشریف فرما تھے اور پروانے اردگرد ہالہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت مدظلہ ذکر میں معروف تھے اور ایک خادم علماء ہند کا شاندار ماضی سنا رہے تھے۔ برادرم عبدالسمیع صاحب نے تعارف کرایا اور میں نے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے ہاتھ اٹھائے، حاضرین بھی شریک دعا ہو گئے۔

حضرت کے وصال کی خبر وحشت اثر نے ان کے لاکھوں ماننے والوں کو غم و اندوہ میں مبتلا کر دیا اور ہر فرد سراپا کرب بن کر رہ گیا۔

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود مدظلہ امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ اور مولانا عبیداللہ انور مدظلہ نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں حضرت کے انتقال پرملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے لواحقین سے اظہار تعزیت کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت دین پوریؒ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ ادارہ ترجمان اسلام حضرت دین پوری کے اقرباء و لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

بقیہ: این ڈی پی

مگر جمعیۃ علماء اسلام نے منظم اور مربوط طور پر کام جاری رکھا تو کوئی وجہ نہیں کہ کالعدم نیپ کی اجارہ داری بلوچستان سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

بہرحال این ڈی پی کی قومی اتحاد سے علیحدگی جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے لئے ایک چیلنج ہے اور اگر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے کارکن وقت کے تقاضوں کو ملحوظ

قارئین توجہ فرماویں

موجودہ شمارہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ عیدالفطر کی چھٹی کی وجہ سے آئندہ ہفتہ کا شمارہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)

بلوچستان کی ڈائری

رازدار کے قلم سے

این۔ ڈی۔ پی کی بغاوت کے اصل مضمرات

بالآخر این۔ ڈی۔ پی بھی قومی اتحاد سے علیحدہ ہوگئی۔ این۔ ڈی۔ پی کی علیحدگی بلوچستانی عوام کے لئے غیر متوقع نہ تھی۔ ملک میں این۔ ڈی۔ پی کو کالعدم نیشنل عوامی پارٹی کا جانشین تصور کیاجاتا تھا مگر بلوچستان میں صورتحال یہ نہ تھی کیونکہ کالعدم نیشنل عوامی پارٹی بلوچستان کے بلوچ لیڈر مسٹر شیر باز خان مزاری کو لیڈر ہی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ویسے بھی کالعدم نیشنل عوامی پارٹی بلوچستان نے اپنا علیحدہ منشور اور دستور شائع کیا تھا جس میں واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ

"اس پارٹی کا نام نیشنل
عوامی پارٹی بلوچستان
ہوگا"

حالانکہ منشور اور دستور تو صرف مرکزی سطح پر ہی بنایا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ کالعدم نیشنل عوامی پارٹی سیکولرازم پر یقین رکھتی تھی اور کمیونزم کا پرچار کرتی تھی۔ اس لئے نیپ کو کالعدم قرار دیئے جانے کے بعد نیپ کے کٹر قسم کے لیڈر این۔ ڈی۔ پی میں شامل ہونے سے ہچکچاتے رہے اور حالیہ تحریک میں بھی نیپ کے سوشلسٹ لیڈر پی۔ این۔ اے کے ساتھ تعاون کرنے سے گریز کرتے رہے۔ صرف چند افراد ملک غلام سرور نیشن زئی، ملک عثمان کانسی، میر عبدالرحمٰن کرد جیسے معتدل قسم کے لیڈر میدان عمل میں نظر آتے رہے۔ حتیٰ کہ سننے میں آیا کہ کالعدم نیپ کے بعض لیڈروں نے اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ وہ قومی اتحاد کی تحریک میں حصہ نہ لیں کیونکہ وہاں سوشلزم مردہ باد قسم کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ ان لیڈروں میں ممتاز قانون دان باقر حسین حنفی اور سابق سینیٹر زمرد حسین پیش پیش تھے اور یہی وجہ تھی کہ کالعدم نیپ بلوچستان کے لیڈروں کی ایک کھیپ نے آخر دم تک این۔ ڈی۔ پی میں شمولیت سے احتراز کیا۔ کالعدم نیپ کے بلوچ لیڈروں کی رہائی کے بعد ان لیڈروں کی خاموشی معنی خیز تھی۔ اس کے علاوہ بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن (B.S.O) کے انتہا پسند طلباء بلوچستان این۔ ڈی۔ پی کے لیڈروں اور کالعدم نیپ کے بلوچ لیڈروں کے لئے ایک مصیبت بن چکے تھے۔

سی۔ ایم۔ ایل۔ اے کی طرف سے عام معافی کے بعد جو مفرور کارکن پہاڑوں اور ہمسایہ ملک افغانستان سے واپس آئے انہوں نے بھی این۔ ڈی۔ پی کی پالیسی پر تنقید شروع کردی اور یہ افواہیں گشت کرنے لگیں کہ کالعدم نیپ کے انتہا پسند بلوچ لیڈر ایک نئی جماعت تشکیل دیں گے۔ اس خبر سے این۔ ڈی۔ پی کے حلقے کافی حد تک بوکھلا گئے خصوصاً سردار شیر باز خان مزاری، بیگم نسیم ولی اور خود ولی خان عجب مخمصے میں پڑ گئے۔ دریں اثنا مختلف ایلچیوں کے ذریعہ بلوچ لیڈروں کو این۔ ڈی۔ پی میں شمولیت کی دعوت دی گئی مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ان دنوں تحریک استقلال بلوچستان کے چیئرمین فدائے نوز نے لاہور کے ایک رسالے کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ انکشاف کیا کہ بلوچ لیڈر این۔ ڈی۔ پی میں شمولیت کے لئے مشروط طور پر تیار ہیں۔ وہ شرط یہ ہے کہ این۔ ڈی۔ پی قومی اتحاد سے الگ ہو جائے۔ بہرحال اس وقت تو مذکورہ لیڈر کے اس انکشاف کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ مگر اب یہ محسوس ہوتا ہے کہ دراصل ان کی بات صحیح تھی۔ ویسے بھی واقفین حال این۔ ڈی۔ پی کے کنونشن میں بزنجو اور مینگل کی شرکت پر حیران تھے۔ لیکن شاید پہلے سے یہ طے ہوچکا تھا کہ قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کی جائے گی۔ اس یقین دہانی پر مذکورہ دونوں بلوچ لیڈروں نے کنونشن میں شرکت کا فیصلہ کیا تھا۔ ویسے بھی غیر جانبدارانہ طور پر دیکھا جائے تو این۔ ڈی۔ پی اپنے اندر بڑھتے ہوئے خلفشار سے نجات کے لئے قومی اتحاد سے علیحدگی پر مجبور ہوگئی کیونکہ نیپ اور بی۔ ایس۔ او کے انتہا پسند کھلے عام این۔ ڈی۔ پی کی مخالفت کرتے۔ حتیٰ کہ کھلے بندوں مزاری کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرتے اور این۔ ڈی۔ پی کو داڑھی منڈی جمعیۃ علماء اسلام کہتے تھے۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ کالعدم نیپ کے بلوچ لیڈروں کی رہائی کے بعد ان کالموں میں عرض کیا گیا تھا کہ این۔ ڈی۔ پی اپنے اندرونی خلفشار، بلوچ لیڈروں کو ساتھ ملانے اور کالعدم نیپ کے انتہا پسند افراد کی حمایت کرنے کے لئے "نئی لائن" اپنا رہی ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ عبدالخالق خان کو این۔ ڈی۔ پی کا قائمقام صدر بنایا گیا۔ عبدالخالق خان اور عابد زبیری نے قومی اتحاد کے خلاف بیان داغ دیا۔ سیاسی حلقے اسی وقت سمجھ گئے کہ این۔ ڈی۔ پی قومی اتحاد میں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا۔ دراصل اب تو صرف بہانہ چاہیئے تھا کہ جس کی آڑ لے کر قومی اتحاد کو خیرباد کہا جائے اور یہ بہانہ مل گیا کہ قومی اتحاد سے بھی جان چھوٹی اور جمہوریت کا چیمپئن (بزعم خود) بن بیٹھے۔ دراصل این۔ ڈی۔ پی کی مرکزی قیادت تو قومی اتحاد سے علیحدگی کی حق میں نہ تھی۔ مگر حالات اور دباؤ کی وجہ سے یہ قدم اٹھایا گیا تاکہ بلوچستان کے بلوچ لیڈروں کو خوش کیا جائے۔ قومی اتحاد سے این۔ ڈی۔ پی کے نکلنے کے بعد بلوچستان کی سیاست ایک نئے موڑ میں داخل ہوگئی ہے۔ پہلے تو اتحاد کی وجہ سے بلوچ علاقوں میں این۔ ڈی۔ پی کو زیادہ نشستیں دی گئیں مگر اب پورے بلوچستان میں جہاں "جمعیۃ علماء اسلام" (ایک سیاسی طاقت ہے) اور این۔ ڈی۔ پی کا براہ راست مقابلہ ہوگا۔

بلوچ علاقوں میں یہ مقابلہ اگر جمعیت ...

اپیل

جمعیۃ علمآ اسلام مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنۂ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاءِ "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلّمہ ہیں تحریک بحالی جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفیٰ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے، خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے **زکوٰۃ** کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں۔

(مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد

(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) عبد الواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں

محمد فاروق قریشی

روزے کی معاشی حکمتِ عملی

روزہ کی افادیت کے ہمہ جہتی پہلو مثلاً اہمیت و ضرورت، اجر و ثواب، مسائل و احکام وغیرہ پر اسقدر لکھا جا چکا ہے کہ اور پھر ہر سال اس ماہ مبارک کی آمد پر مختلف اہلِ علم و دانش مختلف اندازِ فکر سے اپنے رشحاتِ قلم سے لوگوں کو نوازتے کہ بظاہر مزید نہ کوئی عنوان باقی نظر آتا ہے اور نہ ضرورت لیکن بقول زیدی مرحوم

داستانِ غمِ دل سب سے پرانی ہے مگر
کہنے والے کے لئے ہر بار نئی ہوتی ہے

اور میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بھی رمضان المبارک کی برکت اور روزے ہی کا اعجاز ہے کہ ہر سال انہی عنوانات کو نئے ذوق و شوق سے پڑھا اور اجر و ثواب کے لئے سنا جاتا ہے۔

روزہ کی مذہبی اور نظریاتی حیثیت پر تو علماءِ کرام بھی لکھتے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ یہ انہی کا منصب ہے۔ میں زیرِ نظر سطور میں روزہ کی معاشی حیثیت سے متعلق کچھ عرض کرنے کی جسارت محض اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے اپنے خیال کے مطابق اس موضوع پر اوّل تو کچھ لکھا نہیں گیا یا پھر بہت کم ایسا ہوا ہے کیونکہ اس عنوان پر اکثر و بیشتر مضامین اجر و برکت اور مسائل و احکام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں۔

نسلِ نو کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ وہ ہر معاملہ اور مسئلہ کو استناد و اعتقاد کی بجائے معیارِ عقل پر پرکھنا چاہتے ہیں لہٰذا ایک معاشیات کے طالب علم کی حیثیت سے میں محض روزہ کے معاشی اثرات کو زیرِ بحث لانا چاہتا ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ماہ شعبان کی آخری تاریخوں میں خطبہ دیا جن میں چند باتیں درج ذیل ہیں:۔

اے لوگو! تم پر ایک عظیم الشان برکتوں والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے جس میں:۔

۱۔ نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے اور فرض کا اجر و ثواب ستر گنا ملتا ہے۔

۲۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

۳۔ مسلمانوں خصوصاً فقراء کے ساتھ مواسات و ہمدردی کا مہینہ ہے۔

۴۔ مومن کا رزق اس مہینہ میں بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔

۵۔ ایک روزہ دار کے افطار کرانے والے کے بہت سے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے خواہ روزہ کی افطاری دودھ کی لسّی ہو یا ایک کھجور کا دانہ اور پانی کا گھونٹ۔

۶۔ کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلانے کے صلے میں حوضِ کوثر سے سیرابی ہوگی اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

اب ذرا درج بالا حدیث مبارک کی معاشی نکتہ نگاہ سے تشریح کرتے ہیں۔

۱۔ فرمایا گیا کہ نفل کا ثواب فرض اور فرض کا ستر گنا اجر ملے گا۔

یہ بات تو ہر مسلمان کے علم میں ہے کہ اسلام نے کچھ امور و ضوابط اپنے ماننے والوں پر فرض کئے ہیں۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو فرض تو نہیں البتہ اگر ان کو اپنایا جائے اور ان پر عمل کیا جائے تو باعث اجر و ثواب ہوتا ہے مثلاً خیرات و صدقات وغیرہ ہیں۔

اسلام نے اپنے معاشی نظام کی بنیاد منصفانہ (مساویانہ نہیں) تقسیم دولت پر رکھی ہے۔ اس کے لئے زکوٰۃ کو فرض اور خیرات و امداد کو نفل کا درجہ دیا ہے۔ بالفاظِ دیگر اگر معاشرہ میں ایسے لوگ ہیں جن کے پاس زائد از ضرورت مال و دولت جمع ہو گیا ہے تو ان پر ایک نصاب کے مطابق دولت کا کچھ حصہ ان لوگوں کو دینا جو بنیادی ضروریات سے محروم ہیں فرض کر دیا گیا۔ اور یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس فرض سے روگردانی کرے تو اسلامی حکومت اس سے بالجبر وصول کر سکتی ہے۔

لیکن اگر زکوٰۃ کی تقسیم سے بھی معاشرہ میں منصفانہ تقسیم دولت عنقا رہتا ہے تو صاحبِ ثروت افراد کو اس بات کی رغبت دی گئی ہے کہ وہ فرض کے علاوہ بھی اپنے مستحق بھائیوں کی امداد کریں تاکہ معاشرہ سے معاشی ابتری دور ہو سکے۔

اسلام نے اگرچہ اس سلسلے میں کوئی حد مقرر نہیں کی ہے، اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زائد از ضرورت ہو وہ خرچ کر دیا جائے۔ مقصد یہ کہ دولت معاشرے کے چند ہاتھوں پر مرتکز ہو کر نہ رہ جائے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی معاشی حکمتِ عملی یہ ہے کہ دولت معاشرہ میں متغیر رہے نہ کہ منجمد ہو جائے کیونکہ معاشرہ کے بگاڑ کی بنیاد ہی ارتکازِ دولت ہے اور اسلام نے اس بنیاد کی بیخ کنی کی ہے۔

اگرچہ سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد ہی ارتکازِ دولت پر ہے لیکن جدید ماہرِ معاشیات لارڈ کینز

بھی یہ کہہ اٹھے کہ

"دولت کو معاشرے میں گردش کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جب دولت معاشرے میں گردش کرے گی تو سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا اور ملک کی مجموعی سرمایہ کاری میں اضافہ ہی ملکی معاشی بہتری کی ضمانت ہے۔"

لیکن حکیم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ صد برس قبل ہی اس مرض کا علاج اور نشاندہی کردی تھی۔

اصحابِ دولت سے رقم کا کچھ حصہ بصورت زکوٰۃ یا خیرات و امداد مستحقین کو میسر آتا ہے تو ان کی قوت خرید میں اضافہ ہوجاتا ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ان افراد میں قوت خرید پیدا ہوگی اور جب معاشرہ کے نچلے طبقہ میں قوت خرید پیدا ہوگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مارکیٹ میں اشیاء کی طلب پیدا ہوجائے گی۔ اس سے دو فائدے ہوں گے:۔

اول تو طلب کے بڑھنے سے کاروباری افراد کو فائدہ ہوگا اور یہاں تک کہ ان اشیاء کی قیمتیں منطقی طور پر بڑھنا شروع ہوں گی۔

دوم یہ کہ طلب میں اضافہ اور قیمتوں کے بڑھنے کے رجحان کو دیکھتے ہوئے سرمایہ دار طبقہ ان اشیاء کی رسد بڑھانے کے لئے مزید سرمایہ کاری کرنے پر مجبور ہوگا اور جب سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا تو اس کے مزید نتائج اس طرح برآمد ہوں گے کہ اول تو ملک میں اشیاء کی رسد بڑھ جانے سے قیمتیں معمول پر آئیں گی۔ دوم اشیاء کی پیداوار میں اضافہ کے لئے نئی فیکٹریاں قائم ہوں گی جن کے لئے مزید افرادی قوت (LABOUR) کی ضرورت ہوگی۔ اس سے بہت سے بے روزگاروں کو روزگار میسر آجائے گا۔

سوئم یہ کہ جب اشیاء کی مقدار میں اس قدر اضافہ ہوجائے گا کہ اندرون ملک قیمتیں گرنا شروع ہوں تو سرمایہ کار بیرون ملک منڈیاں تلاش کرنے کی جستجو کریں گے اور اس طرح ملک کو قیمتی زرمبادلہ بھی میسر ہوجائے گا جو مزید معاشی فلاح کی جانب ایک قدم ہوگا۔

اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ رمضان تک زکوٰۃ ادا نہیں کرسکے ان کے لئے سنہری موقع ہے کہ وہ اپنے فرض کو ستر گنا کریں اور پھر ایک خالص معاشی حکمت ہے کہ سرمایہ دار ہمیشہ بڑھوتری کی طرف رجوع کرتا ہے لہٰذا اس حکمت کے تحت ان کو ستر گناہ بڑھ جانے کی نوید سنائی اور پھر "نفل" یعنی اگر زکوٰۃ کے بعد بھی معاشرہ میں توازن قائم نہ ہوسکے تو مالدار افراد پر خیرات نفل کی بجائے فرض کا ثواب لے کر آتی ہے کہ وہ مزید ان لوگوں کو سہارا دینے کے لئے اپنا فرض پورا کریں۔

اسلام یہ تو نہیں کہتا کہ لوگوں سے زبردستی دولت چھین لی جائے البتہ یہ ضرور کہتا ہے کہ اصحاب دولت پر محرومین کا بھی حق ہے اور لفظ "حق" قابلِ غور ہے۔ یعنی یہ کوئی غرباء پر احسان نہیں۔

ماہِ صیام غریبوں کی بھوک کا احساس دلاتا ہے

بلکہ ان کا حق ہے جو اللہ تعالےٰ نے ان پر عائد کیا ہے۔ اس لئے اسلام معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم چاہتا ہے تاکہ کسی طبقہ کی حق تلفی نہ ہو اور معاشرہ میں ایسا بگاڑ پیدا نہ ہوجائے کہ ایک طرف تو لوگوں پر اس قدر مال واسباب جمع ہوجائے کہ اس کے شمار کرنے اور دیکھ بھال کرنے کے لئے بھی مزید ملازمین کی ضرورت ہو اور دوسری طرف ایک طبقہ نان جویں تک کے لئے محتاج ہو، اسلام اس صورتحال کو ظالمانہ اور غیر انسانی قرار دیتا ہے۔

ایک طرف اصحاب المال کے لئے تو یہ حکم ہے لیکن دوسری طرف یہ ارشاد بھی ہے کہ یہ صبر کا مہینہ ہے جس کا بدلہ جنت ہے۔ یعنی وہ طبقہ جو اپنی محنت کے باوجود ماہ و سال کے تمام ایام بحسنِ خوبی آتشِ شکم کو ٹھنڈا نہیں کرسکتے وہ صبر سے کام لیں اور اسکا بدلہ جنت ہے۔

اس حکم میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ محرومین کا طبقہ اگر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ وہ اپنی اس حالت سے مجبور ہوکر بغاوت پر آمادہ ہوگا جس سے معاشرہ میں طبقاتی کشمکش جنم پذیر ہوگی اور معاشرے میں معاشی ابتری اور انارکی پیدا ہوجائے گی لہٰذا اسلام نے یہاں بھی اعتدال کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا بلکہ دونوں طبقات کے حقوق و فرائض واضح کردیئے اور روزہ میں یہ حالت خصوصی ہوجاتی ہے۔ یہاں تک حکم فرمایا کہ روزہ کی حالت میں مزدور سے کم محنت کراؤ لیکن مزدوری میں کمی کا حکم نہیں دیا۔ اور پھر یہ کہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کردو۔ مقصد یہ کہ معاشرہ میں استحصالی طبقہ پیدا نہ ہو جس کی وجہ سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان باہم برابری کا سلوک روا رکھیں۔ کوئی محمود و ایاز کی تقسیم نہ ہو خصوصاً فقراء سے بہتر سلوک کیا جائے۔

اس حکم میں معاشی حکمت یہ ہے کہ جب معاشرے کے تمام افراد ایک دوسرے سے مواسات و مواخات کے اصول پر عمل پیرا ہوں گے تو ہر شخص اپنی جگہ پر اطمینان و دلجمعی سے کام کرے گا۔ مزدور سرمایہ دار کو بھائی سمجھتے ہوئے اس کی ضروریات کا احساس کریگا۔ اس طرح معاشرہ باہم متحد ہوکر قومی جد وجہد کرے گا اور معاشی فلاح کی منزل بہت جلد سر کرے گا۔

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ اس ماہ مبارک میں مومن کا رزق بھی بڑھتا ہے۔ یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنے مال سے کچھ خرچ کردونگا تو کمی واقع ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اول تو یہ کہ خداتعالےٰ رازق ہیں۔

زاویہ متفرقہ

شاکر بصیر پوری

ہم مشائخ ہیں

یہ جمعیۃ العلمائے دستر خوان کے دفتر کا ایک کمرہ ہے۔ اس میں ایک میڈیم سائز کے مشائخ (جمع کو واحد استعمال کرنے پر معذرت کے بغیر) حضرت مولانا سید کھڑپینچ شاہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ ان کا پیٹ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی سے ٹکرا رہا ہے۔ مرید ارد گرد گھیرا ڈالے بیٹھے ہیں۔ شاید منتظر ہیں کہ پیر صاحب تعویذوں کی سپیل سے کب فارغ ہوتے ہیں۔ پیر صاحب یہ کاروبار کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو وقفہ کا اعلان کر دیتے ہیں۔ مرید پیر صاحب کی ریفریشمنٹ کے لئے تھوڑا سا حلوہ جو کہ صرف ایک دیگچی ہے پیش کر دیتے ہیں۔

پیر صاحب: (حلوہ پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے) ہم مشائخ بہت عظیم ہیں۔ ہم نے ہمیشہ اور ہر دور میں قوم کی خدمت کی۔ جب بھی قوم کو ضرورت پڑی ہم نے اپنی بیوقوف اور جاہل قوم سے بھرپور تعاون کیا۔ قوم کے بڑے سے بڑے رند نے ہمارے در سے ہی فیض پایا۔ ہم نے خلق کے راندے ہوئے اور دنیا کے دھتکارے ہوئے لوگوں کے اعمال نتیجہ کو سند جواز عطا کی۔ ہم نے بڑے سے بڑے بدمعاشوں کو جنت کے شارٹ کٹ راستے بتائے۔ ہم نے بڑے سے بڑے فساق و فجار کو چند روپوں اور تھوڑے سے حلوے کے بدلے جنت کا ٹکٹ دیا۔ ہم مشائخ نے قوم کی ہمیشہ خدمت کی۔ بڑے سے بڑا ذلیل لیڈر جب اپنی قوم سے مایوس ہوا یہ ہمارا ہی ظل عاطفت تھا جس نے اسے پناہ دی اور پھر ہم نے عوام کو جانوروں کی طرح اس کے پیچھے لگا دیا اور ووٹ دلا کر کامیاب کرایا۔ ہم نے بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے خوانِ نعمت کو شرف بخشا۔ ہم نے غریبوں کی معمولی سے معمولی کمائی کو جو انہوں نے اپنا گندہ خون صرف کر کے کمائی ہو اور گندے گندے کپڑوں میں سینت سینت کر رکھا ہو کو شرفِ قبولیت بخش کر ان دو ٹکے کے لوگوں کو عزت بخشی حالانکہ ہمیں ہر دور کے حکمران نے لاکھوں روپے کی قیمت کا خیال کیا۔ ہر حکمران نے ہمیشہ ہمیں معزز خیال کیا اور ہزاروں روپے بطور نذر و نیاز کے پیش کئے ؎

کون ہے جو ہمیں ٹھکرا کے گزر جائے
ہمیشہ صاحب عز و وقار ہیں ہم لوگ

(پیر صاحب یہ اشعار گا کر ملک بھر کے بے سروں کو دعوت مبارزت دیتے ہیں)۔

حضرات! بہت سے جاہل اور کمبخت ہمیں بے پیندے کے لوٹے کہتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہم بے پیندے کے ہیں مگر ہم لوٹے نہیں لوٹے تو ہمارے مقابلے میں بڑی حقیر شے ہوتے ہیں۔ ہم تو مٹکے ہیں۔

(مرید مرحبا مرحبا اور جزاک اللہ جزاکم اللہ کہہ اٹھتے ہیں۔

حضرات! بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری کوئی پالیسی نہیں ہے حالانکہ ہماری ایک واضح اور سیدھی سادھی سی پالیسی ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہم نے کسی دور کے حکمران کو بھی اپنے دستِ شفقت سے محروم نہیں کیا۔ اس سلسلے میں ہم نے نیاز کی رقم کی کمی بیشی کو بھی اکثر نظر انداز کر دیا۔

ایک مرید: ترکوں کے خلاف جنگ میں آپ نے کیا کام کیا؟

پیر صاحب: (ذرا سا ناراض ہوتے ہوئے) تم نہیں جانتے شاید تم نے ہماری عظیم تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے اس دور کے حکمران کو بھی حضور پُرنور کے القاب سے نوازا۔ ڈائر جیسا ظالم شخص جس نے پنجاب میں ہزاروں لوگ انکی بے تمیزی اور بد تمیزی پر قتل کرا دیئے ہم نے اسے بھی کھانے کی دعوت دی۔ اسے بڑے بڑے خوبصورت القاب عطا کئے اور اس کا سایہ دراز ہونے کی دعا کی۔ تم جانتے ہو کہ ہم نے کبھی بلیک مارکیٹنگ، سمگلنگ اور کوئی دوسرا گندہ کاروبار نہیں کیا۔ ہم نے تو ہمیشہ تعویذوں کا کاروبار کیا جو انتہائی پاکیزہ ہے۔ ہم نے ہمیشہ مریدوں سے نیاز حاصل کی۔ ہم نے حکمرانوں کے نیاز مندانہ نذرانوں کو بھی کبھی نہیں ٹھکرایا۔ ہم نے اپنی قوم کے نوجوانوں کو سستے داموں تعویذ مہیا کئے تاکہ ترکوں کی گولی ان پر کارگر نہ ہو سکے اور وہ باآسانی ترکوں کو قتل کر سکیں۔ تم جانتے ہو کہ ترک کتنی بہادر اور لڑاکا قوم تھی ان سے لڑنا عام آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ یہ ہمارے ہی تعویذوں کا اثر تھا جو ہمارے نوجوان ترک کے مقابلے میں ڈٹ کر لڑے۔

دوسرا مرید: حضرت آپ نے جنگِ آزادی میں کیا کردار ادا کیا۔

پیر صاحب: ہم نے جیتنے والوں کا ساتھ دیا۔ یہ ہم لوگ تھے جنہوں نے

باقی برصفحہ 11 پر

تلخ و شیریں

امجد علی شاکر ایم اے

ہر بڑی قبر پہ کچھ بھینٹ چڑھادو لوگو

چندروز ہوئے ہم حسب عادت اخبار میں خطوط والا صفحہ پڑھ رہے تھے کیونکہ اسی میں ہی ورائٹی مل سکتی ہے۔ ایک صاحب کا خط پڑھا اس کا عنوان میرے خیال میں قصیدہ در مدح سکندر حیات خاں صاحب ہونا چاہیے تھا۔

اس خط میں مکتوب نگار نے سکندر حیات خاں کی خدمات عالیہ کا تذکرہ فرمایا تھا۔ سکندر حیات خاں آخر سر تھے۔ سر کا خطاب انگریز لوگ نائٹ (KNIGHT) کو دیتے ہیں۔ یقیناً سر صاحب ان کے نزدیک نائٹ (KNIGHT) تھے ویسے ہم نے اکثر ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کی ساری زندگی نائٹ (NIGHT) میں ہی گذر جاتی ہے مگر بیچارے سر نہیں ہو پاتے، انہیں ہمیشہ سر نیچا رکھنا پڑتا ہے تاکہ کام میں مصروف رہ سکیں۔ سر پر بوجھ اور اس کے اندر زندگی گزارنے کا سودا کبھی اسے نیچے رکھتا ہے لیکن نہ کوئی انہیں سر کہتا ہے نہ یہ سر بن پاتے ہیں

ع ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

یہ لوگ اگر زندگی میں کبھی سر کی طرف توجہ کریں اور اسے فارغ البال کرالیں یا کرلیں تو جلد ہی ان کی تواضع کے لئے ادب تشریف لے آتے ہیں۔

❖

مکتوب نگار نے سر سکندر کی مدح و توصیف کے ضمن میں ان تمام باتوں سے گریز کیا جس کے نتیجے میں وہ "سر" کے منصب تک پہنچے تھے ان کے ہزاروں کارنامے تھے مگر چونکہ وہ مر چکے ہیں اس لئے اگر ہم بطور طنز یا تعریض ان باتوں کا ذکر کریں گے تو ان کے بجائے اپنے بائیں ہاتھ کو بوجھل کریں گے۔ مگر ہم مکتوب نگار کی ذہنیت کی باقاعدہ داد دینا چاہتے ہیں۔ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم باقاعدہ جشن کا رسمی یا غیر رسمی قسم کا جلسہ منعقد کرتے اور اس میں ایک عدد پروپوزل کے ذریعے ان کی جرأت ایمانی کو خراجِ تحسین پیش کرتے۔

❖

مکتوب نگار صاحب ماشاء اللہ اس ذہنیت کی ادنیٰ یادگار ہیں جس ذہنیت نے انگریز کو ظل اللہ کہا اور اولی الامر الاپا اور انگریز سے او۔ بی۔ ای کا لقب حاصل کرنے والے عظیم لوگوں کو اپنے پھیپھڑوں اور زیادہ تر معدے کے پورے زور سے خراج عقیدت پیش کیا۔ ان لوگوں نے اس مسلمہ صداقت کو بھی رد کردیا کہ غول بیابانی صرف جنگلوں میں رہتا ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ غول بیابانی آبادیوں میں بھی رہتے ہیں اور بڑے معزز شہری کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ قرار دادیں پاس کرنے اور خراج تحسین پیش کرنے کے لئے جلسے اور تقاریب منعقد کرنا ان کا پیشہ اور مشغلہ ہے۔ یہ لوگ بڑے بڑے امیروں اور وزیروں کے دروازوں پر حاضری سے بھی تامّل نہیں کرتے۔ قصیدہ کہنے کے فن میں بھی یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ قوم پر گولیاں چلانے والوں کے ہاتھ مضبوط کرنے والے وزیروں، امیروں کے دست ہائے اقدس کو بوسہ دینا بھی ان کا روزمرہ ہے اور مرنے والوں کو گالی اور غدار کا لقب عطا کرنے میں انہیں خاصی مہارت حاصل ہے۔

ان صاحب سے سر سکندر کے دور کے شہدائے شہید گنج کا ذکر کرکے دیکھ لیجئے یہ بالکل انجان بلکہ نادان ثابت ہوں گے۔ آپ ان سے چوہدری افضل حق۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور دوسرے مجاہدین حریت کا تذکرہ کرکے دیکھ لیں یہ اپنی بھرپور جہالت کا اظہار بڑے فخر سے کریں گے کیونکہ ان کے ذہن میں تو اس دور میں پیدا ہونے والی ایک ہی ہستی تھی جس کا عہدہ وزیر اعظم کا تھا۔

❖

میرے ایک دوست نے ایک بار مجھ سے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی اور بطور ثبوت فرمایا کہ مجھے تو اب یہ بھی یاد نہیں کہ شاہی مسجد کس نے بنوائی تھی۔ میں یہ جواب سن کر خاصا حیران ہوا۔ اپنی تمام تر علمیت کا بھرپور جاہ و جلال اپنے چہرے پر اکٹھا کرتے ہوئے کہا "یہ بھی کوئی بات ہے تمہیں یہ بھی یاد نہیں۔" انہوں نے دوبارہ یقین دلایا کہ انہیں قطعاً یاد نہیں۔ میں نے اپنے چہرے کو ایک سنسنی خیز انکشاف کرنے کے لئے تیار کیا اور بڑے مزے سے یہ بھرپور اطلاع دی کہ یار یقیناً اسے تعمیر کرنے والا کوئی معمار تھا۔ ہمارے دوست اس جواب باصواب سے خاصے محظوظ ہوئے۔

❖

اس مکتوب میں ہم نے یہ عجیب و غریب انکشاف بھی پڑھا کہ شاہی مسجد کی مرمت کا سہرا سر سکندر کے سر بندھتا ہے۔ حالانکہ میں اپنی تمام تر علمیت کے ساتھ یہ بات واشگاف لہجے میں عرض کرتا ہوں بلکہ فرماتا ہوں کہ شاہی مسجد کی مرمت کا سہرا چند معماروں کے سر پر سجتا ہے اور کچھ مزدوروں کے جن کے خون جگر کے سنگ و خشت میں ڈھل جانے سے ہی معجزہ فن کی نمود ہوئی۔ رہا سر سکندر کا معاملہ تو ہماری معلومات کی حد تک تو پیسہ بھی اس کی گرہ سے خرچ نہیں ہوا تھا۔ پھر سہرا ہم کیسے معماروں سے چھین کر ان کے حوالے کردیں۔ یار و کوئی تو معماروں کی حمایت میں بھی تو لکھے۔ مزدوروں کی شان میں بھی تو کچھ لکھے۔ آخر ان کا

خونِ جگر کہاں گیا

ع گلشن میں بوئے دمساز نہیں آتی
اللہ رے سناٹا ہے آواز نہیں آتی

مکتوب نگار نے آخر میں سکندر کا مزار تعمیر کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ ہم اس مشورے کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ اگر شریعت اگر ہم پر فتویٰ لگائیں تو ہم اہل طریقت بن جائیں گے وہ بھی ہمیں اپنانا نہیں تو ہم قائد تحریک اسلامی بن جائیں گے ورنہ ڈاکٹر اسرار صاحب کے عالی منصب پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کریں گے۔ بہرحال ہم اپنی بات منوا کر رہیں گے کہ امراء کو عوام سے ممتاز حیثیت ملنی چاہیئے۔ زندگی میں اگر ان کے لئے انگریز کی عطا کردہ ہزاروں ایکڑ جاگیر حلال و طیب ہے اور اس کی کمائی کا حلوہ مولوی صاحب کے پیٹ میں جا کر باہر لی کار اور قصیدے بھیج سکتا ہے تو انہیں مرنے کے بعد بھی تو عام آدمی سے کچھ زیادہ جگہ ملنی چاہیئے۔ کچھ ممتاز حیثیت ملنی چاہیئے۔ امیرانہ ٹھاٹھ تو ہونے ہی چاہئیں۔ ہمارا تو اپنے ایک دوست کے اس مقطع پر خاصا یقین ہے ع

مرنے والوں کے مزاروں کو سجانے کے لئے
سنگ مرمر کی سلیں ان پہ سجا دو لوگو
زندہ انسانوں کا خوں ملے تو تعویذ لکھو
ہر بڑی قبر پہ کچھ بھینٹ چڑھا دو لوگو

روشن کرنا مزدوری سمجھتا ہے۔ میرا خیال ہے آپ لوگوں نے ہم مشائخ لوگوں کی عظیم تاریخ کو بخوبی جان لیا ہوگا۔

یہ کہہ کر پیر صاحب حلوہ پر بری طرح جھپٹ پڑتے ہیں۔

(پردہ گرتا ہے)۔

بقیہ: روزہ کی معاشی حکمت عملی

جس نے پہلے زیادہ خرچ کے بعد بھی دے گا اور پھر زیادہ کا مدد، دوم یہ کہ ان کے خرچ کرنے سے بہت سے گھرانوں کو روزگار میسر ہو جائے گا۔ معاشرہ کے ایک طبقہ کی قوت خرید پیدا یا بڑھ جائے گی جس کا بالواسطہ اثر ان تمام سرمایہ کاروں پر پڑیگا جو اللہ کی راہ میں ان طبقات پر خرچ کرتے رہے ہیں یا رہیں گے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ رمضان المبارک میں سوائے منکرات کے تمام کاروبار پہلے کی نسبت بڑھ جاتے ہیں۔ ہر شخص کا نفع بڑھتا ہے اور بیشتر کاروبار کا انحصار بھی رمضان المبارک پر ہوتا ہے۔

ہر شخص اس ماہ مبارک میں خریدار اور رزق دہندہ ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس سے بالواسطہ معاشرے کے معاشی حالات پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اور پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو کھانا کھلانے پر بہت سے گناہوں سے مغفرت ہو جاتی ہے۔ حوض کوثر سے پیاس بجھائی جاتی ہے اور پھر کھانے کی قید بھی نہیں حسب استطاعت۔

دراصل اسلام میں بخل کا وجود نہیں یہاں تک کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بخل اور بزدلی سے پناہ مانگتے تھے۔

اور ارتکاز دولت کی بنیاد ہی دراصل بخل ہے اس لئے اس کی بیخ کنی کے لئے یہ ارشاد ہے کہ اگر کسی کے پاس زیادہ نہیں تو صرف لسی یا کھجور کے ایک دانے سے افطار کرائے اور پھر پیٹ بھر کر کھانا کھلانے پر حوض کوثر کا اجر میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ روزہ میں زیادہ شدت پیاس کی ہوتی ہے لہذا اس حکمت کے تحت ثواب بتایا گیا۔

مختصر یہ کہ معاشرہ کا کوئی فرد بھی بھوکا نہ سوئے اور ہر شخص کم از کم اس قابل ضرور ہو کہ وہ اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اس کے لئے رمضان المبارک میں اسلام نے مختلف طبقات پر احکامات صادر فرمائے ہیں۔

اگر اسلام کے ان زریں اور تابناک اصولوں پر آج بھی اس گئے گذرے دور میں جبکہ عقل انسانی کے تمام نظامہائے معیشت ناکام ثابت ہو چکے ہیں عمل کر لیا جائے تو کم از کم مسلمان ممالک میں معاشی بدحالی، اخلاقی ابتری، تجارتی عدم توازن اور طبقاتی کشمکش کا وجود نہ صرف ختم ہو جائے بلکہ خواب د

بقیہ: زاویہ متفرق

۱۸۵۷ء سے قبل بھی انگریز کا ساتھ دیا تھا ہم نے ہی ٹیپو سلطان کی مخالفت کی کیونکہ اس نے نیاز ٹیکس پر پابندی لگا دی تھی۔ پھر آپ نے دیکھا کہ وہ ہار گیا۔ ہم نے انگریز دام فیوضہ کا ساتھ دیا کیونکہ انہوں نے نیاز کا نرخ بڑھا دیا تھا۔ پھر انہوں نے سینکڑوں سال ہمارے تعاون سے حکومت کی۔ پھر جب پاکستان بننے لگا تو ہم آئندہ کی مقتدر پارٹی کے حق میں بیان داغ دیئے کیونکہ ہم ڈوبتے سورج کی بجائے چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ ہمارے عظیم کردار سے متاثر ہو کر ہی ہر چڑھنے والا سورج ہمارے گھر کو

فضل الرحمٰن درخواستی خانپور

ایک نایاب تقریر

مولانا ابوالکلام آزاد نور اللہ مرقدہ

رات لیلۃ القدر بنی ہوئی نکلی اور خیر من الف شہر کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ مؤکلان شب قدر نے من کل امر سلام کی سبیلیں بچھائیں ملائکہ ملاالاعلیٰ نے تنزل الملائکۃ والروح فیہا کی شہنائیاں شام سے بجانی شروع کر دیں۔ حوریں باذن ربہم کے پروانے ہاتھ میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں حتیٰ مطلع الفجر کی میعادی اجازت نے فرشتگان مقرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دیدی۔ ستارے نکلے اور طلوع آفتاب سے پہلے کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہو گئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو اپنی نورانی چادر میں ڈھک دیا۔ آسمان میں گھومنے والی توسنیں آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھوک دیں۔ ہوا جنبش سے، افلاک گردش سے، زمین چکر سے، دریا چلنے سے رک گئے اور کارخانۂ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیر مقدم کرنے کے لئے رات کے بعد اور صبح سے پہلے ایک منٹ کے لئے خاموش ہو گیا۔ انتظام اور اہتمام کی تھکان نے چاند کی آنکھ کو جھپکا دیا۔ نسیم سحری کی آنکھیں جوش خواب سے بند ہونے لگیں۔ پھولوں میں نکہت کلیوں میں شمیم کونپلوں میں بو محو خواب ہو گئی۔ درختوں کے تمام خوشبوئے قدسی سے ایسے مہکے کہ پتہ پتہ مخمور ہو کر سربسجود ہو گیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے سر جھکانے کے بہانے آنکھ جھپکالی۔ برہمن سجدے کے حیلے سر بزمین ہو گیا۔ اس کے بعد وہ وقت بھی آ گیا جس کے لئے یہ انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشبوؤں سے بھرے آسمانوں سے زمین میں اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک خاموش انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیبی نے منادی کی کہ افضل البشر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سراپردۂ لاہوت عالم ناسوت میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا میں نے شام سے ان کا انتظار کیا ہے اس گوہر رسالت کو میرے دامن پر ڈال دیا جائے۔ دن نے کہا میرا رتبہ رات سے بلند ہے مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔ دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں۔ کچھ حصہ دن کا لیا کچھ رات کا۔ نور کے تڑکے نورٌ علیٰ نور کی نورانی آواز کے ساتھ دست قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بے بہا رکھ دیا جس کے ایک سرسری جلوہ سے دنیا بھر کی ظلمت کدہ منور اور روشن ہو گئے۔ سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہو گئی دنیا جو سرور تشریف سے محو در کیف تھی ایکدم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پھول کھول دیئے۔ کلیوں نے آنکھیں وا کیں۔ دریا بہنے لگے، ہوائیں چلنے لگیں۔ آتش کدوں کی آگ سرد ہو گئی۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ لات منات ہبل عزیٰ کی توقیر پامال ہو گئی۔ قیصر و کسریٰ کے فلک بوس برج گر گر کر پاش پاش ہو گئے۔ درختوں نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا۔ ستاروں نے بغلیں بجائیں۔ رات کچھ روٹھی ہوئی چاند کچھ شرمایا ہوا ستارے کچھ نادم و محجوب سے رخصت ہوئے۔ آفتاب شان اور فخر کے ساتھ مسرت و مباہات کے اجالے

ہزاروں ناز و ادا کے ساتھ افق مشرق میں نمایاں ہوا۔ حضرت عبداللہ کے آمنہ رض کی گود میں عبدالمطلب کے گھرانے ہاشم کے خاندان میں اور مکہ کے ایک مقدس مکان میں خلاصۂ کائنات فخر موجودات حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عز و جلال ہوئے۔ سبحان اللہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کتنی مقدس تھی جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول اجلال فرمایا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

اس کے طریقوں کو تبدیل کیا جائے گا اور اس میں زیادہ لچک پیدا کی جائے گی اور بحث کا انداز اختیار کیا جائے گا تاکہ ترقی پسند اور حریت پسند نظریات کی یلغار کو روکا جا سکے۔ ترقی پذیر ملکوں کے مبصرین کا خیال ہے کہ اس نئی ایجنسی پر یو۔ایس۔آئی۔اے کے مقابلے میں سی آئی اے کا کنٹرول زیادہ ہوگا۔

ان حالات میں جب ہم اپنے اخبارات پر نظر دوڑاتے ہیں تو یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوتی ہے کہ ان اخبارات پر بین الاقوامی رائٹر، ڈی۔پی۔اے، اے۔پی۔اے، یو۔پی۔آئی جیسی مغربی خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے سے شائع ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بی بی سی وائس آف امریکہ اور وائس آف جرمنی جیسے ریڈیو اسٹیشن کے پروگراموں کو ہمارے عوام کا ایک بڑا حصہ مستند ذرائع کی حیثیت سے سنتا ہے۔ ان حالات میں پریس کی حقیقی آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے فرائض میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

چین کی ترقی میں بیرونِ ملک مقیم چینیوں کا حصہ

عوامی جمہوریہ چین کی معاشی، تہذیبی اور فوجی ترقی کی موجودہ کوششوں اور بین الاقوامی سفارتی سرگرمیوں میں بیرونِ ملک مقیم چینی باشندوں کا کردار روز بروز بڑھ رہا ہے۔ بیرونی ملکوں میں مقیم چینیوں کی اپنے وطن سے وابستگی بہت گہری ہے۔ چنانچہ شاید ہی آپ کو بیرونی ملکوں میں مقیم کوئی چینی باشندہ ایسا ملے گا جس نے چینی شہریت ترک کر کے کسی ایسے ملک کی شہریت قبول کی ہو جہاں وہ پچھلے پچاس ساٹھ سالوں سے رہ رہا ہو۔ حتیٰ کہ بیرونی ملکوں میں مقیم چینیوں کے پوتے اور پڑپوتے بھی جنہوں نے چین کا صرف نام سن رکھا ہے اور انہوں نے ایک بار بھی چین نہیں دیکھا ہے وہ بھی چین ہی کے شہری ہیں۔ اس سلسلے میں چینی حکومت بھی چیئرمین ماؤزے تنگ کی ہدایات اور فرمودات پر عمل کرتے ہوئے بیرونی ملکوں میں مقیم چینیوں کو جنہیں چینی زبان میں ہوا چیاؤ کہا جاتا ہے فراخ دلی سے چینی پاسپورٹ عطا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں بیرون ملکوں میں مقیم چینیوں کو صرف اپنے مقامی سفارت خانے کو ایک درخواست دینی ہوتی ہے۔

ہمارے قارئین میں سے اکثر کو ذاتی تجربہ ہوگا کہ دوسری ملکوں کی طرح خود ان کے ملک میں مقیم چینی بھی مقامی آبادی سے میل جول صرف کاروباری حد تک رکھتے ہیں۔ باقی تمام امور میں اور سماجی تعلقات میں وہ مقامی آبادی سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں۔ یہاں تک ستر، اسی بلکہ سو سو سال گزرنے کے باوجود بھی وہ اور ان کے چینی بچے روایات حتیٰ کہ رہن سہن، غذا اور لباس تک چینی ہی استعمال کرتے ہیں۔ بیرونی ملکوں میں مقیم یہ چینی جو زیادہ تر کاروباری حلقہ سے تعلق رکھتے ہیں باقاعدگی سے چین میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو پیسے بھیجتے رہتے ہیں جس سے چینی حکومت کو زرِ مبادلہ کی کافی آمدنی ہوتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ چیئرمین ماؤزے تنگ اور ان کے ساتھیوں نے جو سرمایہ داری اور بورژوازی سے شدید نفرت اور کراہیت کا اظہار کرتے رہنے کے باوجود بیرونی ملکوں میں مقیم چینی بورژوازی سے کبھی بھی نفرت یا کراہیت کا اظہار نہیں کیا بلکہ انتہائی جذباتی حد تک ان سے محبت کی ہے۔

اس وقت مختلف ایشیائی ملکوں میں تقریباً دو کروڑ چینی آباد ہیں جن میں سے اکثر جنوب مشرقی ایشیا میں آباد ہیں جو مقامی معیشت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے ان ملکوں کی سیاست پر بھی مؤثر طور پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

چینی حکومت کو بیرونی ملکوں میں مقیم ان چینی باشندوں کی اہمیت اور افادیت کا ہمیشہ سے احساس رہا ہے چنانچہ خود آنجہانی چیئرمین ماؤ کی ہدایات کے تحت اعلیٰ سطح پر بیرون ملکوں میں مقیم چینیوں کے مفادات کی نگرانی کا ایک بورڈ بنایا گیا۔ ۱۹۴۹ء کے بعد سے جب چین میں قوم پرستی کو عروج حاصل ہوا، اس بورڈ کی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ چینی باشندے صرف ایشیائی ملکوں میں ہی آباد نہیں ہیں بلکہ دیگر براعظموں میں بھی آپ کو چینی باشندے نظر آئیں گے۔ چنانچہ صرف امریکہ میں اس وقت کوئی ساٹھ لاکھ چینی آباد ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک لاکھ چینی نیویارک کے چائنا ٹاؤن میں اور کوئی ستر ہزار سان فرانسسکو میں آباد ہیں۔ اس کے علاوہ ہوائی، کیلی فورنیا اور دیگر امریکی شہروں میں بھی کافی تعداد میں چینی موجود ہیں۔

امریکہ میں چینیوں کی آمد کی ابتدا انیسویں صدی میں ہوئی۔ اس زمانے میں بڑی تعداد میں چینی مزدوروں کو امریکہ کی مختلف کانوں اور ریلوے کے کاموں میں جسمانی محنت کے لئے قلیوں کی حیثیت سے بھرتی کر کے لایا گیا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان چینیوں اور ان کی اولادوں نے دوسرے ہنر اور پیشے بھی سیکھے اور اس طرح انہوں نے جو رقمیں کمائیں ان سے چینی ہوٹل کھولے اور دوسرے بہت سے کاروبار شروع کئے۔ اس طرح نہ صرف ان میں چینی باشندوں کا ایک حلقہ پیدا ہو گیا بلکہ دانشوروں کی بھی ایک بڑی تعداد پیدا ہو گئی۔ اس وقت امریکہ میں تین چینی نژاد نوبل انعام یافتہ ہیں جبکہ ایک کثیر تعداد میں سائنسدان، انجینئر، آرکیٹیکٹس حتیٰ کہ سیاستدان تک موجود ہیں جو امریکی سینیٹ تک کے ممبر ہیں۔ غرض اس وقت امریکہ میں مقیم چینیوں نے ایک اہم حیثیت حاصل کر لی ہے۔ وہ مختلف انجمنوں کی صورت میں متحد اور سرگرم ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ چینی حکومت اور قیادت بیرون ملک مقیم چینیوں کے معاملات پر جذباتی حد تک توجہ دیتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۸ء کے اوائل میں پیکنگ میں بیرون ملک مقیم چینیوں کے معاملات پر غور کرنے کیلئے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں تمام چینیوں سے خواہ وہ کسی بھی ملک میں آباد ہوں اپیل کی گئی کہ وہ چین کی معیشت، سائنس، ٹیکنالوجی اور فوج کو جدید خطوط پر ترقی دینے میں مدد کریں۔

د.م. شاکر
شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ماہِ صیام

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسان کا وجود روح اور مادہ کے حسین اتصال کا مرہونِ منت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ فلاسفہ میں روح اور مادہ کی بحثیں ہمیشہ نزاع طلب رہی ہیں اور اس ضمن میں مختلف نظریات قائم کئے گئے ہیں لیکن پھر بھی عقلائے زمانہ اور فضلائے عصر کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ روح کو مادہ پر ہمیشہ تفوق و تقدم حاصل رہا ہے۔ روح ایک شئے مجرّدہ ہے جس میں لطافت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اس کے برعکس مادہ ایک کثیف شئے ہے جس میں جو کچھ بھی ہما ہمی پائی جاتی ہے وہ روح کی مرہونِ منت ہے۔ روح کے بغیر مادہ ایک عبث شئے ہے۔

روح اور مادہ دونوں کے کچھ تقاضے ہیں صانعِ حقیقی نے ان تقاضوں کی تسکین کے لئے تمام اسباب و وسائل فراہم کئے ہیں۔ مادی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے صانعِ حقیقی نے آسمان سے زمین تک بے حد نعمتیں پیدا کی ہیں جنکا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور علانیہ ان کے متعلق سوال ہے:

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

یعنی اے جن و انسان تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے!!

خالقِ دو جہاں نے جہاں اپنی قدرتِ کاملہ سے مادہ کی نشو و نما کے لئے تمام کائنات کو پیدا کیا اور اسے کثیر التعداد اور مختلف الانواع نعمتوں سے معمور کیا وہاں روح کی پرورش اور اس کی تہذیب و بالیدگی کے لئے بھی سامان پیدا کئے اور اس غرض کے لئے پیغمبروں اور رسولوں کا ایک سلسلہ قائم کیا جو دنیا کے گوشے گوشے سے اٹھے اور حق کی آواز کو بلند کیا۔ اس سرچشمۂ ہدایت سے برابر عالم سیراب ہوتا رہا اور روحِ انسانی کو برابر غذا فراہم ہوتی رہی۔ ان راہبرانِ دین پر صحائف اور کتبِ آسمانی نازل ہوتی رہیں جن اقوام نے ان نسخہ ہائے کیمیا کو اپنایا وہ روحانیت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوئیں اور جنہوں نے اس کا ابطال کیا، قعرِ مذلت میں گر گئیں۔ ہدایت یافتہ گروہ سے ایک صحت مند معاشرے کا وجود عمل میں آیا جس نے صحیح معنوں میں صفحۂ ارض پر نیابتِ الٰہی اور سرخروئی حاصل کی۔

یہ حقیقت پیشِ نظر ہے کہ ابتدائے آفرینش سے رحمانی قوتوں کے ساتھ طاغوتی قوتیں بھی برابر سرگرمِ عمل رہیں اور وہ ہمیشہ انسانی زندگی میں روح اور مادہ کے صحیح مقام کے تعیّن میں مزاحمت کرتی رہیں۔ کبھی تو جذبِ روحانیت کی طرف اس قدر مائل کیا کہ انہیں راہب بنا کر گوشۂ تنہائی میں جا بٹھایا اور کبھی مادہ کی اہمیت کو اسقدر مبالغہ آمیزی کے ساتھ بیان کیا کہ اشتراکی بنا کر روح کے وجود تک سے انکار کر دیا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ دونوں نے یہ سب کچھ تلاشِ حقیقت میں کیا، لیکن ایک راہبانہ زندگی میں گم ہو کر رہ گیا اور دوسرا مادی ذرّوں تک پہنچ کر خود فراموش ہو گیا اور یوں

ع نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

یہ فقط اسلام کا احسان ہے کہ اس نے انسانی زندگی میں روح اور مادہ کے مقام متعین کیا۔ اس نے نہ تو مادی تقاضوں سے انکار کو جائز قرار دیا اور نہ ہی روح کو سب کچھ قرار دیا بلکہ اس نے نہایت ہی حسین توازن پیدا کیا۔ ویدانت اور مغرب کے دیگر قدیم مکتبِ خیال نے جو یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ مادہ روحانی طاقت کی راہ میں حارج ہوتا ہے اسلام نے اسی کی پُرزور تردید کی اور بتایا کہ مقررہ حدود و قیود کے اندر رہ کر انسانی مادی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے روحانیت کے اعلیٰ مراتب طے کر سکتا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ سے پرے پرواز کرتے ہوئے قربِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے جو تمام روحانی جدوجہد کی آخری منزل ہے۔

اسلام نے دنیا کو دار العمل قرار دیا ہے اور عقبیٰ کو دار الجزاء۔ اس نے بتایا کہ جو شخص حرص و آز، کذب و افتراء اور دیگر تمام خواہشاتِ نفسانیہ کی خاردار جھاڑیوں سے بچتا ہوا آگے نکل جائے اور روحانیت کی منازل طے کرتا چلا جائے وہ متقی ہے اور اس کے لئے دین و دنیا کی تمام کامرانیاں اور شادکامیاں مہیا اور صحیح معنوں میں وہی کامیاب مسلمان ہے۔

تقویٰ کی منزل کے حصول کیلئے حکیمِ مطلق نے جو نسخہ تجویز کیا ہے، اس ضمن میں دو قسم کی ہدایات ہیں۔ ایک تو نسخۂ کیمیا پر عمل کرنے کا حکم ہے اور دوسرا چند چیزوں سے اجتناب کا بھی اسی طرح حکم ہے۔ تقویٰ کی پہلی منزل کے حصول کے لئے جس نسخۂ کیمیا پر عمل کرنا ضروری ہے اس کے پانچ اجزاء ہیں:-

۱۔ ایمان ۲۔ نماز ۳۔ روزہ

۴۔ زکوٰۃ ۵۔ اور حج

اور جن منہیات سے اجتناب ضروری ہے وہ فحشا اور منکر ہیں۔ ینھٰی عن الفحشاءِ والمنکر

اس نسخۂ کیمیا پر اگر شدت سے عمل کیا جائے اور منہیات سے دور رہا جائے تو تقویٰ کا حصول بآسانی ہو جاتا ہے۔ محض ایک جست میں روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے ہو جاتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر مردِ مومن کامل بنتا ہے اور محبوب خدا اور محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے جس کی ایک نظر سے زمانہ کی تقدیر بدل جاتی ہے وہی صحیح معنوں میں خدا کا خلیفہ ہوتا ہے اور سارے عالم کے لئے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا نسخے پر نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایمان اور نماز کے بعد اس کا سب سے اہم جزو روزہ ہے۔ اس کے فضائل کلام پاک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درج ہیں۔ اس کا فیضان ہر کہ و مہ پر یکساں ہے اور اس پر صحیح طور پر عمل کرنے سے ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو نہایت صالح ہوتا ہے۔ ہر قسم کی کثافتوں سے پاک ہوتا ہے اور جمیع فضائل و حسنات سے معمور ہوتا ہے۔ ایسے معاشرہ کے افراد میں وہ تمام خوبیاں جمع ہو جاتی ہیں جو معراجِ انسانی کے لئے لازمی ہیں۔

صبر، قناعت، ضبط، نفس کشی، انسانی ہمدردی، اطاعتِ الٰہی اور تسلیم و رضا چند محاسن ہیں جن سے ایک روزہ دار کی زندگی مزین ہوتی ہے۔ احکام الٰہی کے دو پہلو ہیں ایک ایجابی اور دوسرا سلبی۔ پہلے میں اثباتی احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے اور دوسرے میں منفی احکام ہیں جن سے ممانعت کی گئی ہے۔ رمضان کے سلسلے میں احکام الٰہی کا سلبی پہلو کارفرما ہے اس میں اکل و شرب و مباشرت وغیرہ جو مقررہ حدود کے اندر قطعی جائز ہیں اور ایک روزہ دار پر دورانِ روزہ قطعی حرام ہو جاتے ہیں اور شدت سے ان کی ممانعت کی جاتی ہے۔ ایک روزہ دار رضائے الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور ایسی تمام چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جن کے غیر رمضان میں حلال ہونے پر نص دلالت کرتی ہے۔

پابندیٔ وقت:

علم نفسیات کا یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ تواتر اور تکرار کے ساتھ انسان سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ انسانی فطرت میں راسخ ہو جاتے ہیں اور ان کی سہولتیں انسانی فطرت کی گہرائی تک پہنچ جاتی ہیں اور یہ حقیقت راسخہ فطرت انسانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کو چھوڑنا مشکل ہی نہیں محال ہوتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں عمل خیر کی تکرار ہوتی ہے اور مسلسل ایک ماہ تک خدا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی نہایت شدت سے کی جاتی ہے۔ روزہ، تراویح، تلاوتِ کلام پاک ورد و وظائف مجاہدہ، مراقبہ اور تہجد وغیرہ کی وجہ سے تصفیہ ظاہر کے ساتھ ساتھ تصفیہ باطن بھی ہو جاتا ہے اور اس طرح روح اور مادہ دونوں کو تہذیب حاصل ہوتی ہے۔ اور انسان کا قلب اتنا مجلا ہو جاتا ہے کہ اس پر انوارِ الٰہی کی بارش ہمہ تن ہوتی ہے اور مسلمان اس منزل ارتقاء کو حاصل کر لیتا ہے جس کی طرف خداوند قدوس نے مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا ہے۔

كتب عليكم الصيام كما كتب
على الذين من قبلكم
لعلكم تتقون۔

اس مبارک اور متبرک مہینہ میں جس کی بزرگی اور فضیلت پر نص دلالت کرتی ہے اس میں اس نسخۂ کیمیا کا نزول ہوا جو سارے جسمانی اور روحانی آلام و امراض کا واحد علاج ہے اور شفائے کامل کا ضامن۔

شهر رمضان الذى انزل
فيه القرآن

علاوہ ازیں اس ماہ مقدس میں آسمان سے ہمہ دم رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ یہ منظر کیا جاں آفریں ہوتا ہے جبکہ ایک پوری قوم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ایک سخت آزمائش کے تحت خنداں و فرحاں نظر آتی ہے۔ تسبیح و تہلیل میں وقت گزرتا ہے دن کو تلاوت کلام پاک کرتی ہے اور رات تہجد

مجاہدہ اور تراویح ادا کرنے میں بسر کرتی ہے اس کی پوری زندگی رضائے الٰہی کا ایسا مرقع ہوتی ہے۔ اس میں شب قدر ایسی ایک رات ہوتی ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے۔ اس میں انسان کی تمام باطنی طاقتیں عود کر آتی ہیں۔ اس میں صلۂ رحمی، ترحم، تشکر، باہمی ہمدردی اور نفس کشی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ نفس امارہ مردہ ہو جاتا ہے اور نفس لوامہ اپنی پوری طاقتوں کے ساتھ ابھر آتا ہے۔ ضبط و صبر کی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ تشدد کے سامنے دم توڑ دیتا ہے۔ اس قوم سے دنیوی یا جبروت طاقتیں بھی آنکھ ملاتے ہی تھرا جاتی ہیں۔ ان کے پائے ثبات میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے اور بڑی سے بڑی قوتیں جب اس سے ٹکراتی ہیں تو ان کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔

لیکن وائے ناکامی! آج نہ یہاں وہ نماز ہے جو معراج المومنین ہے، نہ وہ روزہ جس کا اسلام طالب ہے۔ نہ وہ زکوٰۃ ہے جس میں صداقت اور نیک نیتی شرط اولین ہے اور نہ وہ حج جس میں ریا اور ظاہرداری سے اجتناب از حد ضروری ہے۔ یہی ریاکاری اور نام و نمود کا ہوس ہے، جس کی وجہ سے آج ہمارا تمام کام ایک جسدِ بے روح کی مانند ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم سے وہ تمام فوائد مرتب نہیں ہوتے جن کے ضمانت خدا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

آج عزت کی بجائے ذلت، قوت کی بجائے ضعف اور ثروت کی بجائے نکبت مسلمانوں کے لئے مقدور ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نسخہ کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا، اور جب نسخہ سے عدم توجہی برتی جا رہی ہے تو مرض سے شفا کیسے؟

عید الفطر

عید کے معنی خوشی کے ہیں اور یہ خیر و خوبی سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام بتائے

ہوئے احکام کے مطابق زندگی کا ایک عرصہ بسر کرنے کے بعد منائی جاتی ہے۔ حقیقت میں عید اسی کے لئے عید ہے جس نے رمضان کے دن عبادت اور ریاضت میں بسر کئے اور اپنے تمام نفسانی تقاضوں کو اللہ کی رضا پر قربان کر دیا۔ اپنے ظاہر اور باطن کو سنوارنے کی سعیٔ بلیغ کی ایسے ہی لوگ متقی ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں خداوند قدوس کا فرمان ہے:۔

اصحاب الجنۃ ھم الفائزون

عید کا اسلامی تصوّر:

خوشی و غم لازمۂ حیات انسانی ہیں۔ قدرت کاملہ نے دونوں کو توام پیدا کیا ہے۔ بلکہ ایک کا وجود دوسرے کو مستلزم ہے۔ خوشی خوشی نہیں، اگر جذبۂ غم سے عاری ہے اور غم، غم نہیں ہے اگر خوشی مفقود ہے بلکہ ایک مفکر کے قول کے مطابق خوشی منتہائے غم ہے اور غم منتہائے خوشی۔

خوشی کے بھرپور اور رنگین جذبات اپنے عروج پر قطراتِ اشک بن کر جذبۂ غم کی ترجمانی کرتے ہیں اور دفورِ مسرت سے انسان قہقہہ لگا اٹھتا ہے۔ یہ ایک مسئلہ اور قانونِ فطرت ہے جس سے کوئی مخلوق عاری نہیں۔ غم والم، ابتلا و آزمائش کے بعد مسرت کے لمحات زیادہ رنگین اور کیف آگیں ہوتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس صفحۂ ارضی پر کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس کی زندگی ہمیشہ مسرت آگیں لمحات سے معمور رہی ہو۔ کبھی عیش و عشرت کا دور دورہ رہا تو کبھی غم والم کی فراوانی اور کبھی قدرت کی آزمائش اس تواتر کے ساتھ پڑی کہ مسرت کے جذبات آنے سے پہلے غم و آرام اور آزمائشیں آپہنچیں۔

اسی کشمکش میں زندگی کے پورے لمحات گزر جاتے۔ کامیاب وہ ہوا جس نے غم کے ایام میں صبر و ضبط سے کام لیا اور خوشی کے ایام میں جذبۂ تشکر سے۔ ماہ صیام بھی ہر سال متاعِ ایمانی کی سخت آزمائش ہے۔ بھوک کی شدت، پیاس کا غلبہ، نفس امارہ کی ترغیب، قوائے شر کی تحریص اور طاغوتی طاقتوں کی فتنہ پردازی کا ہر آن ہر لمحہ مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ بجز قوت ایمانی کے اس کے پاس دنیا کی کوئی ایسی قوت نہیں جو شدت تشنگی میں اس کے لبوں لباب جام شیریں کے ایک آدھ قطرہ سے باندھ سکے۔ اسے بھوک کی شدت کے وقت اپنے گھر کے کسی گوشے میں ایک آدھ لقمہ یا پانی فرو حلق کرنے سے روک سکے یا کسی بھی عملِ شر سے اسے مجتنب رکھے۔

مسلمان کی زندگی میں ایسے لمحات سراسر آزمائش ہیں۔ قدرت اسے بار بار آزماتی ہے اور ہر سال اسے آزمائش سے گزرنا ہوتا ہے۔ جو شخص اس آزمائش کی تپتی اور دہکتی ہوئی بھٹی سے صحیح اور سالم نکل آتا ہے وہ کندن بن جاتا ہے۔ اس کی کیفیت پارس پتھر جیسی ہوتی ہے۔ تمام روحانی کثافتیں ایمان کی حرارت سے جل بھن کر خاکستر ہو جاتی ہیں اور اس کی قوت ایمانی نکھر آتی ہے

ماہ رمضان شریف کی آزمائش اور روحانی جدوجہد سے جب مسلمان کماحقہ عہدہ برآ ہوتا ہے تو یہ لمحات فطری طور پر اس کے لئے بہت ہی رنگین، پرکیف اور مسرت آگیں ہوتے ہیں۔ اس کا غنچۂ دل کھل اٹھتا ہے اور وہ ایک ایسی روحانی مسرت محسوس کرتا ہے جو حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ اس کو صرف وہی خوش نصیب مسلمان ہی محسوس کر سکتا ہے جو قدرت کی سخت روحانی اور جسمانی آزمائش سے بحسن خوبی عہدہ برآ ہوتا ہے۔ وہ روز سعید قوت خیر کی کامرانی کا روز ہوتا ہے۔ اس روز قوت شر مغضوب ہو جاتی ہے اور قوت ایمانی میں ابدی جلا پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان روحانی طور پر تقویت محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہ دن اس کی زندگی کا سب سے زیادہ کامیاب، بارونق اور عشرت بداماں ہوتا ہے۔ اس کا گلنار چہرہ اور بشرا اس پر دال ہوتا ہے۔ وہ غیر محسوس طور پر روحانیت کے مختلف منازل طے کر چکا ہوتا ہے لہذا اسے سکون ذہنی اور طمانیت طبع حاصل ہوتی ہے۔ اس کے چہرہ پر ایک پروقار روحانی متانت اور جاذبِ نظر شگفتگی ہوتی ہے۔ وہ شیطنت سے بعید تر اور الوہیت کے قریب تر ہوتا ہے۔

اس کی نظروں میں کشش، تیوروں میں جاذبیت پیشانی پر پروقار سنجیدگی اور لبوں پر دلفریب تبسم رقصاں ہوتا ہے۔ اس روز تمام فضا مسرور ہوتی ہے اور قدرت کاملہ دل کھول کر عالم ارضی پر اپنے فیض و کرم اور رحمت کی بارش شروع کر دیتی ہے۔ عرش سے فرش تک روحانیت کے مسرور کن ذرات رقصاں ہوتے ہیں۔

یہ وہ روز سعید ہے جسے عید کے خوش کن اور مسرت آگیں نام سے موسوم کرتے ہیں۔ عید کے معنی خوشی اور مسرت کے ہوتے ہیں۔ یہ وہ بابرکت دن ہے جو خدائے لم یزل کے احکام کی تعمیل صبر و ضبط اور تحمل و استقلال کے ساتھ کرنے والے بندوں کے لئے پیغام مسرت لاتا ہے۔ طمانیت قلب بخشتا ہے اور حقیقی نور و فلاح کی ضمانت بخشتا ہے۔ شرارِ شیطانی طاقتوں کی پے در پے یلغار کی وجہ سے مسلمان کی روح پر جو تکدر چھایا ہوا ہوتا ہے وہ یکلخت دور ہو جاتا ہے اور اس طرح اس کا چہرہ دمک اٹھتا ہے۔

وہ حقیقی مسرت اور خوشی محسوس کرنے لگتا ہے اس لئے کہ جو خوشی ابتلاء اور آزمائش کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ دلکش اور بھرپور ہوتی ہے۔ اس روز قدرت نے بھی اسے خوش رہنے کا حکم دیا ہے اور کسی آزمائش کو اپنے اوپر طاری کر لینے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ منشاء یہ ہے کہ اس روز سوائے خوشی اور اظہار تشکر کے اور کچھ نہ کیا جائے جو اس کی روح کے منافی ہو۔

دنیا کی دیگر اقوام بھی کسی نہ کسی طرح عید مناتی ہیں لیکن ان کی عید اور اسلامی عید میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کی عید میں شکل اور نام سے حقیقی مسرت اور خوشی کے جذبات کے وہ جذبات مفقود ہوتے ہیں جو اسلامی عید کا طرۂ امتیاز ہیں کیونکہ اسلامی عید ایک ماہ کی جہد مسلسل اور آزمائش کا ماحصل ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اغیار اکثر وورد

مسرت میں جذبات کو ڈھیل دے دیتے ہیں حیوانیت کو آزادی مل جاتی ہے۔ اس طرح وہ تمام اخلاقی، سماجی اور انسانی حدود کو توڑ کر نفس امارہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسلامی عید اس قسم کی کثافتوں سے پاک ہوتی ہے۔ اس میں شریعت کی فطری حدود کا پاس رکھنا ازبس ضروری ہے۔ یہاں جذبات کو بے لگام نہیں چھوڑا جاتا۔ نفس امارہ کی یہاں بھی ایک نہیں چلتی۔ یہاں انسان خوشی اور مسرت کے بھرپور جذبات کے لمحات میں اخلاقی توازن برقرار رکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ یہاں انسان حیوان نہیں ہوتا بلکہ ماقبل سے زیادہ بہتر اور بلند تر انسان ہوتا ہے۔ وہ قدرت کا ایسا نادر اور انمول شاہکار ہوتا ہے جس پر خود قدرت بھی نازاں ہوتی ہے۔ یہ ہے ہماری عید اور اسکا ایک ملکا سا پر تو۔ اسکا احترام اسکے قواعد و ضوابط کی پابندی اور اسکے واجبات کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ عید کے روز احتساب نفس کرے اور اگر وہ یہ محسوس کرے کہ ماہ صیام کے قبل جیسا مسلمان تھا اس سے بہتر ہو گیا ہے تو وہ عید اس کیلئے روز سعید ہے وگرنہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سال کا کوئی اور دن

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

آخری قسط

از لبِ راوی تالب جہلم

ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی اور ٹھنڈی ہوائیں منڈی کے دُور تک پھیلے ہوئے کھیتوں میں سے معطر ہو کر آ رہی تھیں۔ دریائے جہلم اپنے کناروں سے آنکلا تھا اور اس کا پانی اک شان بے نیازی کے ساتھ بہتا چلا جا رہا تھا۔ حضرت قبلہ گاہی نے فرمایا کہ اس دریا میں نہ جانے اب تک کتنا پانی اس مقام سے بہہ کر گزرا ہو گا مگر پانی کا جو قطرہ ایک بار گزر گیا وہ دوبارہ واپس کبھی نہیں آیا۔ اسی طرح وقت کے لمحات جو سرعت رواں کی طرح گزرتے چلے جاتے ہیں جو لمحہ گزر گیا واپس نہیں آیا۔

کچھ دیر ہوا خوری کے بعد ہم لوگ واپس آ گئے۔ اب ایک دفعہ پھر حضرت ندوی اور سید نفیس الحسینی حضرت رائے پوری رح کے مرقد منور پر حاضر ہوئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے دبے پاؤں مزار شریف کے احاطے میں داخل ہوا اور ادب سے دو زانو بیٹھ گیا۔ کچھ ساعت اولیاء اللہ سے صحبت رہی پھر واپس مہمان خانے میں آ گئے۔

اب نشست کا تیسرا دَور شروع ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ علامہ ندوی اپنے مرشد ہادی کے عشق و محبت میں سرشار ہیں اور ان پر ایک خاص کیفیت طاری ہے۔ فرمایا حضرت رائے پوری نفی ذات کا مظہر تھے۔ باوجود متبحر عالم ہونے کے اپنے مریدوں سے کبھی ایسی بات ذکر تے جس سے انا ظاہر ہوتی ہو۔ کئی بار ایسا ہوا کہ لوگ دُور دُور سے آتے اور یہ توقع رکھتے کہ آپ کی مجلس میں علمی موشگافیاں فلسفیانہ نکتہ طرازیاں اور تصوف کی پیچیدہ اصطلاحات میں گفتگو ہو گی مگر یہاں تو ترک ذات اور نفی ماسوی اللہ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ایک بار ایسی ہی مجلس تھی جس میں باہر سے کچھ جدید تعلیم یافتہ حضرات بھی آئے ہوئے تھے۔ حضرت بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے آخر کار ایک صاحب سے نہ رہا گیا بلند آواز سے پوچھا کہ حضرت صبر کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا "علی میاں سے پوچھ لو" حضرت ندوی نے فرمایا کہ میں نے ڈرتے ڈرتے گویا اپنی طرف سے انتہائی ذہانت سے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو اس لفظ کے صرف لغوی معنیٰ معلوم ہیں" آپ نے فوراً جواب دیا" مجھے تو وہ بھی معلوم نہیں۔"

مولانا نے اپنے مرید ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ اس زمانے میں رائے پور پہنچنا جان جوکھوں کا کام تھا۔ کئی میل سامان اٹھا کر پیدل چلنا پڑتا تھا۔ کاملین کے ٹھکانے ایسے ہی دُور افتادہ مقامات اور کٹھن دشوار گزار راستوں کی مسافت پر ہوتے ہیں تاکہ دنیادار لوگ نہ پہنچ سکیں اور صرف طلبِ صادق رکھنے والے ہی آ سکیں۔ خیر رائے پور پہنچے۔ پہلی ہی نظر میں حضرت نے اپنا غلام بے دام بنا لیا حضرت نے بھی انتہائی شفقت فرمائی اور فرمایا کہ ہمیں تو تمہارا ہی انتظار تھا۔ فرمایا کہ ہمیں حیرت اس بات پر نہیں کہ اس دُور افتادہ علاقے میں اور ایسے پسماندہ اور ان پڑھ خاندان میں ایسا کامل شخص کیونکر پیدا ہوا اور نہ ہمیں حیرت آپ کی غیر معمولی ذہانت و فراست پر ہے بلکہ ہم تو حضرت کی انتہائی متوازن طبیعت پر متعجب ہیں کہ کوئی بات بھی تناسب سے کم ہے نہ زیادہ۔

مولانا ندوی نے فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے ایک مثال فرمائی تھی اور اسے ہم نے حضرت کی ذات اقدس پر سب سے پہلے منطبق پایا۔ فرمایا کہ ہر درخت کا ایک پھل ہوتا ہے جس میں اس درخت یا پودے کے اثرات، خصوصیات اور تاثیر جمع ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو، رنگت، ذائقہ، تاثیر وغیرہ اور یہ سب چیزیں پودے یا درخت میں پہلے سے موجود ہوتی ہیں مگر الگ الگ حصوں میں مثلاً چھال کلی پتوں یا جڑوں میں وہ سب خصوصیات اکٹھی نہیں ہوتیں جیسے کہ آم کی رنگت، خوشبو، مٹھاس درخت کے کسی اور حصے میں نہیں پائی جاتی لیکن جس درخت کا کوئی پھل نہیں ہوتا وہ خود مجسم پھل بن جاتا ہے جس کے ہر حصہ میں اس کی پوری خصوصیات موجود ہوتی ہیں جیسے کہ گنا اگر گنے کا بھی کوئی اپنا الگ پھل ہوتا تو گنا ایک بے ذائقہ کڑوی کسیلی لکڑی کا ڈنڈا ہوتا۔ بعینہٖ حضرت رائے پوری رح کی ذات گرامی تھی۔ جن کا وجود مبارک ہی نہایت مؤثر تھا اور نتائج اور فوائد چند لمحے کی خاموش صحبت میں حاصل ہوتے تھے۔ وہ اور لوگوں کی تقریریں اور نکتہ طرازیاں سے بھری مجلس میں کہاں۔

مولانا ندوی نے فرمایا کہ ہم لوگ اکثر توقع لے کر جاتے کہ حضرت اس موقع پر کچھ فرمائیں گے مگر ہماری خواہش یا توقع کے برعکس بات ہوتی۔ ایک دفعہ پاکستان میں قیام کے دوران چند بڑے افسر بھی تشریف لائے تو آپ نے جواہر لال نہرو کی تعریف شروع کر دی۔ ہم لوگ بہت پریشان ہوئے کہ یہ بے موقع تعریف کیسی یہ افسر لوگ کیا تاثر لیں گے۔ آخر میں نے گفتگو کا رخ موڑنے کے لئے عرض کیا کہ حضرت وہ فلاں واقعہ کس طرح پر ہے تو آپ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور خاموش ہو گئے۔ یہ بھی دراصل ہماری تربیت کے لئے تھا اور ہمیں یہ سمجھانا مقصود تھا کہ سالک کو مرشد کے پاس محض اپنے ذوق کی تسکین کے لئے نہ جانا چاہیے

کہ اپنے ذوق کے مطابق بات ہوتی تو ٹھیک ہے ورنہ کچھ نہیں۔ طلب صادق یہ ہے کہ پہلے اپنی انا کو ختم کیا جائے اور پھر جو کچھ وہاں سے ملے سر آنکھوں پر۔

فرمانے لگے کہ بظاہر کوئی بڑی بات نظر نہ آتی نہ کوئی کشف و کرامات کے واقعات ہوتے تھے، مگر آپ کی شخصیت میں کچھ ایسی بات تھی کہ لاکھوں لوگوں کے دلوں کو گرما دیا اور ذہنوں کو پلٹ دیا۔ مگر صرف ایک دفعہ حضرت نے مجھ سے ایک بات کہی تھی تاکہ ہمارا ایمان مضبوط ہو اور ہم یکسوئی کے ساتھ کام کر سکیں۔ یہ بات آج تک ہم نے کسی سے نہیں کہیں اور فرمایا کہ "علی میاں میں یہ تم سے کہتا ہوں" جو باتیں اس وقت عجیب سی لگتی تھیں اور جو خدشات حضرت نے اس وقت ظاہر فرمائے تھے وہ آج حرف بحرف پورے ہوئے۔ مولانا نے فرمایا کہ میری اکثر معرکۃ الآرا تصانیف حضرت رائے پوریؒ کے تصرف باطنی اور روحانی توجہ کی مرہون منت ہیں" سیرۃ سید احمد شہید" تاریخ دعوت وعزیمت کا تیسرا حصہ اور القادیانیۃ" کے لکھتے وقت جو لطف اور ایک خاص کیفیت محسوس ہوئی وہ کسی دوسری تصنیف کے دوران محسوس نہ ہوئی کیونکہ یہ کتابیں حضرتؒ کی خواہش اور ہدایات کے بموجب تحریر ہوئیں خصوصاً "القادیانیۃ" کے سلسلے میں تو کئی محیر العقول واقعات و مشاہدات ہوئے۔ جب مرزائیت کو ملت اسلامیہ کے لئے حضرت نے عالم اسلام کے لئے عربی زبان میں ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب کی فرمائش کی تو میں نے عرض کی کہ حضرت میں اس کتاب کا خاکہ سا بنا دیتا ہوں کیونکہ میں عربوں کے مزاج اور ان کے ذوق سے واقف ہوں۔ اس خاکہ کے مطابق یہ کتاب مولانا محمد یوسف بنوریؒ سے لکھوائیں۔ لیکن ابھی مجلس برخواست نہ ہوئی تھی کہ میرا ارادہ یکسر بدل گیا اور کتاب خود لکھنے کا خیال دل میں جاگزیں ہو گیا۔ پھر صرف بائیس روز کی قلیل مدت میں تقریباً پانچ سو کتابوں کے مطالعے کے ساتھ یہ تصنیف سامنے آئی۔ خدا جانے کہاں سے یہ غیر معمولی قوت اور استعداد حاصل ہوئی جو میں اس سے پہلے اور بعد میں کبھی خود میں نہ پاتا تھا۔ اس کتاب کی تصنیف کے دوران ایک خاص کیفیت روحانی محسوس کرتا تھا اور جب یہ کتاب ختم ہو گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خاص دولت اپنے پاس تھی جواب جاتی رہی۔ یہ سب کچھ حضرت کی روحانی توجہ اور تصرف باطنی تھا۔"

اس مجلس کے بعد حضرت ندوی مسجد میں تشریف لے گئے۔ اس دوران کچھ علاقائی افسران آپ سے نیاز حاصل کرنے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت مولانا مسجد سے تشریف لائے۔ ان سے حالاتِ حاضرہ پر گفتگو ہوتی رہی۔ عالمِ اسلام کی مجموعی حالت اسلام کی نشاطِ ثانیہ اور پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے بارے میں باتیں ہوئیں۔ مولانا نے فرمایا کہ میں آپ سے ڈرتے ڈرتے ایک بات کہتا ہوں کہ اپنی سیول انتظامیہ کا معیار اتنا بلند کریں اور اپنی خامیاں دور کر کے ایسی خوبیاں پیدا کریں جس کی خبر گلوں کی خوشبو کی طرح دنیا میں پھیل جائے اور پاکستان کا وقار بلند ہو۔

مولانا سے ملاقات کے بعد یہ افسران رخصت ہوئے۔ پھر آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد کھانا کھایا۔ ہمیں آپ کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی اس کے بعد ہم حضرت سے رخصت ہوئے مصافحہ کیا۔ حضرت سے دعا کرائی اور رخصتی سلام کیے۔ ایک بار پھر حضرت رائے پوریؒ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور میز بانوں سے رخصت ہو کر پیدل سڑک تک آئے۔ خوش قسمتی سے ایک تانگہ مل گیا جو ہمیں چھاریاں تک لایا۔ وہاں چائے پی گئی۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت سید نفیس شاہ صاحب دامت فیوضہم کی ذات بابرکات کے طفیل بزرگانِ دین کی صحبت میسر آئی اور حضرت رائے پوری کے مزار مبارک پر حاضری کی دولت حاصل ہوئی اور سفر میں نماز باجماعت کی توفیق ملی۔ سرگودھا سے شام چھ بجے بروز جمعۃ المبارک ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ لاہور کے لئے روانہ ہوئے اور رات گیارہ بجے الحمد للہ بخیر و عافیت گھر واپس پہنچ گئے۔

مرتب: عبدالرشید ارشد

لندن میں دو روزہ بین الاقوامی حیاتِ مسیح کانفرنس

قادیانی پاکستان میں ناکام ہونے کے بعد اپنی سرگرمیوں کا مرکز اپنی جائے پیدائش (لندن) لے جا رہے ہیں۔ جون ۱۹۷۸ء میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد اپنے دو سو ساتھیوں کو لے کر لندن گئے اور وہاں بڑے اہتمام سے "وفات مسیح کانفرنس" منعقد کی۔ ہماری اطلاع کے مطابق قادیانیوں نے وفات مسیح ثابت کرنے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتلانے کی وہی فرسودہ باتیں کیں جن کے جوابات علماء اسلام کی طرف سے بارہا دیئے جا چکے اور ان پر کتابیں بھی لکھی جا چکیں۔ ان میں سے بعض کتابیں انگریزی زبان میں ترجمہ بھی ہو چکیں اور شائع بھی ہو گئیں۔ مرزائیوں کی کوئی بات ایسی نہیں جو پرانی نہ ہو چکی ہو اور کوئی دلیل ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ چکی ہو۔ قادیانیوں نے اس کانفرنس میں اگرچہ وہی پرانی لکیر پیٹی ہے لیکن یہ کانفرنس اس لحاظ سے نئی تھی کہ اس کے مخاطبین نئے تھے۔

آج سے نصف صدی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا موضوع اچھی طرح جانا پہچانا جاتا تھا۔ علماء اسلام کے پاس اپنے اسلامی عقیدے کے ثبوت میں قرآن و حدیث اور تیرہ صدیوں کا مستند مواد موجود تھا اور مرزا غلام احمد کے پاس اپنے چند الہامات، کچھ تاویلات اور کچھ بے سروپا خیالات تھے۔ مرور زمانہ سے پرانے لوگ جاتے رہے۔ قادیانیوں نے نیا زمانہ اور نئی نسلوں کا نیا میدان دیکھ کر وفات مسیح پر پھر وہی پرانی مشق شروع کر دی جسے زمانہ پچاس سال پیچھے چھوڑ چکا تھا۔

ان حالات میں اہل اسلام پر بھی فرض عائد ہوا کہ وہ ابطالِ باطل سے کام لیں اور قرآن و حدیث اور اسلاف کرام کے معتقدات کی روشنی میں اس الحاد کا جواب دیں۔ مختلف ممالک میں قادیانیوں کی کانفرنس کا جب پروپگنڈا ہوا تو مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ضرورت محسوس کی کہ جس طرح بھی لندن پہنچ کر اہل اسلام کی طرف سے جوابی کاروائی کی جائے۔

میاں منظور احمد صاحب ۷ جولائی بروز جمعرات علماء کرام کے ایک وفد کے ساتھ لندن پہنچے۔ ایئرپورٹ پر بہت سے علماء کرام انگلستان نے آپ کا استقبال کیا۔ مولانا چنیوٹی سیدھے مانچسٹر پہنچے۔ ۸-۹ جولائی کو اسلامک اکیڈمی میں دو روزہ اجتماع تھا۔ اس میں آپ نے "حیات مسیح" کانفرنس کی تجویز پیش کی جسے بالاتفاق منظور کیا گیا اور اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل پائی۔ مولانا چنیوٹی نے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے پورے ملک میں طوفانی دورہ کیا۔ برمنگھم۔ ڈوکنگ۔ لیڈز۔ ڈیوز۔ بری۔ اولڈہم۔ برنلے۔ بریڈفورڈ بلیک برن۔ پرسٹن وغیرہ اور کئی دوسرے شہروں میں گئے۔ اس تجویز کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب اور حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ ہر دو بزرگوں کی تائید اور دعا لے کر کانفرنس کا اعلان کر دیا۔ دو روزہ "حیات مسیح" کی یہ اپنی نوعیت کی پہلی اور تاریخی کانفرنس ۲۹-۳۰ جولائی کو لندن کی مرکزی جامع مسجد ریجنٹ پارک میں بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوئی اور بڑی کامیابی سے دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوئی۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے مسلمان انگلینڈ کے طول و عرض سے پہنچے تھے۔ کانفرنس کے اشتہار مندرجہ روزنامہ جنگ و ملت (لندن) کے علاوہ بڑے بڑے اشتہارات پورے برطانیہ کی مساجد۔ یونیورسٹی نوٹس بورڈ اور مسلم کاروباری حلقوں میں آویزاں تھے۔ خصوصی دعوتی کارڈ تقریباً ایک ہزار افراد کے نام اردو اور انگریزی میں جاری کئے گئے اور مسلمان ایک عظیم تعداد میں اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔

کانفرنس کی کامیابی کے لئے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد علی الحرکان کا تار علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے نام موصول ہوا۔ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے پیرس میں مقیم اپنا نمائندہ بھی نامزد فرمایا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح کے خلیفہ شیخ المشائخ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم جلال آباد (انڈیا) بنفس نفیس کانفرنس میں دعا کے لئے تشریف لائے۔ سماحۃ الشیخ الاستاذ الکبیر عبداللہ المحمود ڈائرکٹر دعوت و ارشاد عربیہ متحدہ نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور سعودی عرب کے کلیۃ الشرعیہ (ابہا) کے پرنسپل شیخ عبداللہ عبدالعزیز المصلح کو اپنا نمائندہ بنا کر کانفرنس میں بھیجا۔ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب نے دارالعلوم بولٹن میں کانفرنس کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور وعدہ فرمایا کہ وہ کانفرنس کی تاریخوں میں جب کہ وہ پیرس کے اجتماع میں ہوں گے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں گے۔ کانفرنس کے کنوینر کے فرائض حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ و ناظم اعلیٰ ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ نے ادا کئے اور اہتمام اسلامک اکیڈمی مانچسٹر نے کیا۔ صدارت الاستاذ الکبیر ڈاکٹر ذکی البدادی ڈائریکٹر اسلامک کلچرل سنٹرل لندن۔ اور حضرت مولانا عبیدالرحمٰن صاحب خلف الرشید حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبلپوریؒ نے کی۔ سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد موسےٰ ناظم جمعیۃ علماء برطانیہ اور مولانا قاری بشیر احمد صاحب

خطیب شاہ جہاں مسجد ووکنگ نے ادا کئے۔

کاروائی عبدالرشید ارشد۔ ایڈیٹر ماہنامہ "الرشید" ساہیوال نے منضبط کی اور مندرجہ ذیل حضرات نے اس کانفرنس سے خطاب کیا۔

۱۔ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب، رکن اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان۔

۲۔ فضیلۃ الشیخ عبداللہ عبدالعزیز المصلح پرنسپل کلیۃ الشریعہ۔ ابہا۔ سعودی عرب

۳۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود، ڈائریکٹر اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر۔

۴۔ فاتح ربوہ۔ مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

۵۔ پروفیسر ابراہیم نک ترکی استاد اسلامک اکیڈیمی

۶۔ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعید الدرش (ازہر)

۷۔ مولانا خیر قاسم صاحب صدر جمعیت اہلحدیث بریڈ فورڈ۔

۸۔ مولانا ابوالمحمود نشتر۔ خطیب مسجد تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ۔

۹۔ مفتی عبدالباقی صاحب، خطیب جامع مسجد ولنگڈن پارک لندن۔

۱۰۔ مولانا محمد بشیر صاحب نائب صدر ورلڈ اسلامک مشن (اولڈہم)

۱۱۔ صاحبزادہ مولانا امداد حسین صاحب ایم اے (ہائی ویکمب)۔

۱۲۔ فضیلۃ الشیخ عبداللہ عبدالعزیز کی عربی تقریر کا ترجمہ علامہ خالد محمود صاحب ساتھ ساتھ کر رہے تھے۔ آپ نے اس کانفرنس کو حالات کی ایک بڑی ضرورت قرار دیا اور اہل انگلستان سے اپیل کی کہ اس کانفرنس کے پیغام اور تقریروں کی پورے ملک میں نشر و اشاعت کریں۔ پروفیسر ابراہیم نک کی تقریر ترکی میں تھی جسکا ترجمہ ساتھ ساتھ انگریزی میں ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر سعید الدرش نے عربی اور انگلش میں دو خطاب کئے۔ بیشتر تقریریں اردو میں ہوئیں۔

مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے امام جناب طفیل اور قادیانی جماعت کے ڈائری نویس امام کانفرنس میں برابر موجود رہے۔ علامہ خالد محمود صاحب نے اپنی دو گھنٹے کی طویل تقریر میں قادیانیوں کے وفات مسیح کے تمام مزعومات کو تار تار کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے اسلامی عقیدہ پر عقلی و نقلی دلائل بیش کئے۔

آخری تقریر مناظر اسلام فاتح ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تھی۔ آپ نے نعروں کی گونج میں ایک دفعہ پھر قادیانی خلیفہ ربوہ کو "مباہلہ" کی دعوت دی اور پیشگوئی فرمائی کہ قادیانی مرزا غلام احمد کی سیرت پر کبھی مناظرہ اور مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ مولانا چنیوٹی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریک زندگی کو پوری طرح بے نقاب کیا اور بتایا کہ انگریزوں کا "خود کاشتہ پودا" پھر اپنے وطن واپس آرہا ہے۔ اسلامی ممالک میں کہیں بھی یہ "وفات مسیح" کانفرنس نہ کر سکتے تھے۔ اس کے لئے نا چار اپنے اصلی وطن لندن ہی لوٹنا پڑا۔ آپ کی ولولہ انگیز تقریر سے لندن کی یہ وسیع جامعہ مسجد نعرہ ہائے تکبیر اور ختم نبوت کے زمزموں سے گونج رہی تھی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے نہایت درد مندانہ الفاظ میں مسلمانان برطانیہ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے فرمایا میں ان حضرات کا تہہ دل سے مشکور رہوں جنہوں نے دو ہفتہ کی اپیل پر کانفرنس کو یہ عزت اور کامیابی بخشی۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اتنے مختصر نوٹس پر آپ حضرات اس "حیات مسیح کانفرنس" کو اسطرح کامیاب بنائیں گے۔

کانفرنس کے آخر میں اعلان ہوا کہ ۶-۵ اگست ہفتہ۔ اتوار کو ووکنگ کی تاریخی شاہجہاں مسجد (جو تقریباً ساٹھ سال کا طویل عرصہ قادیانیوں کے قبضہ میں رہی ہے) میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے اور یہ کانفرنس بھی اسی کانفرنس کی دوسری کڑی ہے۔ جلسہ دعائے خیر پر ختم ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری مولانا قاری بشیر احمد صاحب نے تمام حاضرین اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور ملک کے اطراف سے آئے ہوئے کوچ اور لندن کے اطراف و جوانب سے آئی ہوئی کاریں سات بجے شام واپس روانہ ہو گئیں۔ حیات مسیح کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ کتابچے کی شکل میں انشاء اللہ

شہر سے — ترتیب قمر ہاشمی

نئی حکومت کی کامیابی کیلئے کارکنوں کو انتھک جدوجہد کرنا ہوگی

کراچی میں مختلف اجتماعات سے مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی کراچی ڈویژن کا چھ روزہ دورہ مکمل کرکے آج بذریعہ طیارہ لاہور واپس پہنچ گئے۔ آپ نے کراچی میں اپنے قیام کے دوران حالیہ طوفانی بارشوں سے متاثر ہونے والے علاقوں کا دورہ کیا اور جماعتی راہنماؤں اور کارکنوں سے تنظیمی و سیاسی امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔

آپ نے فیوچر کالونی، کھوکھراپار، لانڈھی، ڈرگ کالونی۔ محمود آباد، فیڈرل بی ایریا۔ شیر شاہ کالونی، نشتر بستی، بہار کالونی۔ مہاجر کیمپ، نیو ٹاؤن اور دوسرے علاقوں میں جماعتی راہنماؤں بالخصوص حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن، مولانا غلام صمدانی، مولانا قاضی قطب الدین، مولانا محمد زکریا۔ حاجی محمد حسین کاٹھیا۔ مولانا نور الہدیٰ، مولانا اسفندیار، صوفی عبدالحنان، صوفی عبدالحق، مولانا محمد طیب کشمیری، مفتی محمد جمیل حکیم جمال دین۔ جناب محمد فاروق قریشی، جناب اسلم شیخ، حاجی کرامت اللہ، قاری حضرت ولی، جناب یوسف علی قریشی، مولانا خان محمد ربانی اور سید عمران شاہ سے ملاقاتیں کیں۔ جمعیۃ کے صوبائی ناظم مولانا عبدالرزاق عزیز اور سیکرٹری اطلاعات قاری شیر افضل خان اس دورہ میں آپ کے ہمراہ رہے۔

مولانا زاہد الراشدی نے کراچی کے تینوں اضلاع کے عہدہ داروں اور کارکنوں کے الگ الگ غیر رسمی اجتماعات سے خطاب کیا اور کہا کہ پاکستان قومی اتحاد نے حکومت میں شمولیت کا فیصلہ کرکے بہت بڑی ذمہ داری قبول کرلی ہے اور قائدین کے اس فیصلہ کو کامیاب بنانے کے لئے کارکنوں کو انتھک اور بے لوث جدوجہد کرنا ہوگی کیونکہ کارکنوں کے مسلسل "فیلڈ ورک" کے بغیر قومی اتحاد کے وزراء کوئی کام بھی کامیابی کے ساتھ نہیں کرسکیں گے۔

آپ نے کہا کہ نئی حکومت کو سب سے پہلے عام آدمی کو درپیش مسائل کے حل کی طرف توجہ دینا ہوگی کیونکہ گذشتہ حکومت کی غلط پالیسیوں اور بیورو کریسی کے نوآبادیاتی طرزعمل کی وجہ سے الجھنے والے مسائل نے ملک کے عام شہریوں کی زندگی اجیرن کرکے رکھدی ہے۔

آپ نے کراچی کے جماعتی کارکنوں کو یقین دلایا کہ سیاسی سرگرمیاں بحال ہوتے ہی ملک بھر میں جمعیۃ کی رکن سازی اور ہر سطح کے انتخابات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور اس طرح کراچی جمعیۃ کے تنظیمی مسائل پر بھی آسانی کے ساتھ قابو پایا جاسکے گا۔

محمد اقبال ندوی کا عربی زبان کے بارے میں

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے نام دوسرا خط

محترم زعیم امت بیضاء

جنرل محمد ضیاء الحق آدام اللہ ایام حیاتکم

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عالیجاہ جو کچھ آپ اسلامی نظام کے سلسلے میں اقدام کر رہے ہیں وہ ملت مسلمہ کی خواہش و دیرینہ امنگ کی عکاسی ہے۔ ملک و ملت کو نہ صرف روحانی بلکہ دنیاوی امنگوں سمیت بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے عدالت عالیہ کو قطعی اختیارات تفویض کر دیئے ہیں کہ جو بھی قانون قرآن حکیم و سنت صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہو اب عدالت عالیہ ہی ان کو باطل و کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ یہ نہایت ہی مستحسن اقدام و نظام عدل کی طرف منارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے ہادی برحق رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "اگر ایک مومن مخلص کسی پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہوکر پہاڑ سے مخاطب ہوکر یہ کہے" اے پہاڑ تو اللہ کے حکم سے ذرا سرک جا تو یقیناً وہ پہاڑ مرد مومن و مخلص کی آواز پر سرک جائے گا۔"

جو کچھ آپ کر رہے ہیں ۳۵ سال سے سربسجود ہوکر رب العلمین سے دعا کر رہا تھا، وہ اب آپ کے دست مبارک سے پائے تکمیل کی منزلیں طے کر رہی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں اور جیسا کہ آپ نے اپنی تقریروں میں فرمایا بھی ہے۔ میں اپنی خدمات قرآن حکیم، حدیث شریف، فقہ و عربی زبان کی ترویج کے لئے وقف کرتا ہوں۔ میں پوری قوم کو عربی زبان و قرآن و حدیث شریف سے روشناس ہی نہیں بلکہ پورا ذوق و شوق پیدا کر دونگا۔

میں گذشتہ ۳۵ سال سے قرآن حکیم و عربی زبان و حدیث شریف و فقہ کی تعلیم بغیر کسی معاوضے کے پڑھا رہا ہوں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ میں قوم و ملت حکومت کی طرف سے اس مقدس خدمت کو "Thankless Services" محسوس کرتا ہوں لیکن میں خود باری تعالےٰ کے حضور میں یہ محسوس کرتا ہوں لا نرید منکم جزاءً و لا شکوراً" میں آپ سے کوئی تنخواہ یا شکر کا طلبگار نہیں ہوں۔ میرا کام سابقہ حکومتوں نے بہت ہی سراہا لیکن اعانت ندارد۔ اس سلسلہ میں جناب سے فوری طور پر ملاقات سے باریاب ہونا چاہتا ہوں تاکہ بہت سی مشکلات کا حل قرآن حکیم کی تعلیم کو ترویج و عربی زبان کی ترویج کر کے ہم اسلامی قانون کو بدرجہ اتم اپنا سکتے ہیں۔ عدالت عالیہ کے ارکان و کلاء و دیگر امت بیضاء

کے افراد جلد ہی اخذ کر سکتے ہیں۔ صرف آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔ میں پوری ذمہ داری قوم کو للکارِ حق سے کم سے کم وقت میں روشناس کرا سکتا ہوں۔ میں نے ایک خط انگریزی میں لکھا ہے جو عدالت عالیہ و وکلاء سے متعلق ہے۔ میں قوی امید رکھتا ہوں اور باری تعالیٰ کے حضور کو گواہ، ورحمۃ کائنات کے حکم کے مطابق جناب کے حضور میں یہ خدمات پیش کر دی ہیں۔ اس ڈر سے کہ خداوند تعالیٰ میرا محاسبہ نہ کریں کہ تم نے علم کی ترویج کیوں نہ کی۔ اب میں آپ کے توسط سے خدمات انجام دینے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے کسی طرح بھی یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اسلامی نظام بغیر قرآن حکیم و حدیث شریف و عربی زبان و فقہ کے بغیر مؤثر رہیگا۔ میں جناب سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا ڈیفنس کالج کا ابھی تک سنگ بنیاد رکھا نہ تھا کہ میں نے سابقہ حکومتوں کو اپنے خطوط سے بیدار کیا۔ اب سابقہ حال کی حکومت سے میں نے قرآن حکیم و عربی زبان وغیرہ کی ترویج کے لئے مؤثر اعانت طلب کی۔ وعدہ کیا ایفا نہ کیا بشکوک نگاہ سے دیکھا گیا یعنی کلی ڈر لے لگا نظام کہیں اس سے پھوٹ نہ پڑے۔ میں نے اس سے قبل دو عدد خط لکھے تھے۔

وہ خط بھی اسی مقصد عظیم کا پہلا قدم تھا۔ قرآن حکیم کے افہام و تفہیم کے بغیر ضابطہ اخلاق و قانون اسلامی۔ تہذیب۔ محبت والفت، آزادی جمہوریت و بے پناہ عالمگیر اخوت، مساوات، معیشت و معاشرت، حکمرانی و جہانبانی، جرأت و ہمت، غیرت، قومی انبساط و شجاعت و تعدادی عسکرت کے عظیم اقدار لازوال بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔

اخیر میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ذرہ ہمیں ہمت و عزم و توفیق دے کہ نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا انسانیت کی للکارِ حق ہے اپنائیں۔ والسلام

آپ کا مخلص الداعی الی الخیر

محمد اقبال خان ندوی

تشکیل نو:

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جیکب آباد کی تشکیل نو۔

امیر	:	سید احمد شاہ صاحب
جنرل سیکرٹری	:	میر علی نواز خان
نائب امیر (اول)	:	مولانا عمر الدین صاحب
نائب امیر (دوم)	:	مولانا فیض احمد صاحب
نائب ناظم اول	:	حاجی رشید احمد سیال
" دوم	:	مولانا عبدالحمید صاحب

بہاولنگر کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے:

مولانا بشیر احمد شاد سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع بہاولنگر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے۔ متاثرہ دیہات کے کسانوں کی آبادکاری و بحالی کے سلسلہ میں مؤثر قدم اٹھایا جائے۔ مزید براں مالیہ اور دیگر ٹیکسوں کی فوری چھوٹ کی جائے۔ بقایاجات کی وصولی ایک سال کے لئے بند کر دی جائے۔ علاوہ ازیں متاثرہ دیہات میں ذرائع آمد و رفت بحال کرنے کے سلسلہ میں کشتیوں اور دیگر ذرائع اختیار کئے جائیں۔ مزید براں جانوروں کے لئے چارہ کا بندوبست کیا جائے۔

مولانا نے ضلع بہاولنگر کے شدید بارش اور سیم سے متاثرہ علاقوں منڈی صادق گنج میکلوڈ گنج۔ منچن آباد۔ چبیانہ۔ بہاول نگر بستی عثمان والی اور دیگر مقامات کے دورہ کے بعد اپنے تاثرات میں کہا کہ ضلع بہاولنگر میں شدید بارشوں اور سیم کی وجہ سے سینکڑوں دیہات زیر آب آ گئے ہیں اور عوام کھلے آسمان کے نیچے بلند مقامات پر پناہ لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ متاثرین میں امداد کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں انتظامیہ نے بہت سستی کا مظاہرہ کیا ہے منڈی صادق گنج کے ہزاروں افراد اسٹیشن پر پناہ لئے بیٹھے ہیں۔

مزید براں انہوں نے الزام لگایا کہ بعض متاثرہ علاقوں میں چوری کی وارداتیں ہونے کی اطلاعات ملی ہیں جس کے نتیجہ میں متاثرہ افراد رات بھر جاگ کر گزارتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب پانی کا سب سے زیادہ دباؤ بستی عثمان والی پر ہے اور پانی بدستور سڑک اور لائن سے بڑی تیزی کے ساتھ بستی کی طرف گزر رہا ہے اور بستی تقریباً سات فیٹ پانی میں گھری ہوئی ہے لیکن ضلعی انتظامیہ پانی کے نکاس کا کوئی معقول بندوبست کرنے کی بجائے انتظامیہ کے بعض افراد نے بہت بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھرے ہوئے عوام کی دل آزاری کی۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ ضلع بہاولنگر میں سیم نالے تعمیر کئے جائیں ورنہ ضلع بہاولنگر کا زرخیز علاقہ بنجر ہو جائے گا۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی تقریر کا خیر مقدم کرتے ہوئے گھی کی قیمت کی کمی کا بہت خوش آئند فیصلہ قرار دیا اور کہا کہ رمضان المبارک کے احترام کے سلسلہ میں آرڈیننس نافذ کیا جائے۔

چشتیاں:

قائد جمعیۃ علماء اسلام مولانا مفتی محمود کے حکم پر جمعیۃ علماء اسلام چشتیاں نے علاقہ مدرسہ اسٹیشن کے بارشوں اور سیم سے متاثرین کے لئے امدادی کیمپ قائم کر دیا ہے۔

امدادی کیمپ سے تقریباً یومیہ دو صد متاثرہ گھرانوں میں خشک سامان۔ آٹا گھی دالیں۔ نمک۔ مرچ وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور یومیہ پانچ سو روپے کے لگ بھگ خرچہ ہے۔

مولانا بشیر احمد شاد کی زیر نگرانی جمعیۃ کے نائب صدر سید حبیب اللہ شاہ کی قیادت میں کارکنان جمعیۃ حافظ رشید احمد۔ نیاز احمد شاد محمد یسین۔ غلام مصطفٰے عثمانی۔ محمد حسین اور دیگر کارکن جمعیت بہت تندہی سے متاثرین میں سامان تقسیم کر رہے ہیں۔

غریبوں کے مسائل بے داغ لوگ ہی حل کروا سکتے ہیں۔

حیدرآباد: جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد کے ناظم اعلیٰ مولٰنا عبدالحق اور ناظم جمعیت مولانا عبدالشکور قریشی و قاری محمد عنایت اللہ قریشی نے اپنے مشترکہ بیان میں شہری کمیٹیوں کی تشکیل پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ قومی اتحاد کی جانب سے قوم کے جن غداروں کے خلاف تحریک چلی ان میں بے ضمیر لوگوں کو شہری کمیٹی میں شامل کیا گیا ہے۔ جمعیۃ کے رہنماؤں نے کہا کہ شہری کمیٹی کا مقصد لوگوں کے مسائل حل کروانا ہے تو غریب لوگوں کے مسائل بے داغ لوگ ہی حل کروا سکتے ہیں۔ لیکن اب جو لوگ شامل کئے گئے ہیں سب ابن الوقت ہیں اور یہ لوگ قوم کے مفاد سے اپنا مفاد کو زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔

قائدین قومی اتحاد سے اپیل

مولانا سید وصی مظہر ندوی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ

الحمدللہ "قومی اتحاد" نے بالآخر جنرل محمد ضیاء الحق کی نازک ذمہ داریوں میں ان کے ساتھ مساوی طور پر شریک ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ چنانچہ اب وہ کامیابیوں میں حصہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ خدانخواستہ ناکامی کی صورت میں بھی تمام نتائج کے ذمہ دار وہی تصور کئے جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ ملک کو اس وقت جن مسائل کا سامنا ہے ان میں نوکر شاہی کا بگڑا ہوا مزاج اور حکومت کی مشینری کے اندر بد دیانتی میں خوفناک اضافے کے علاوہ صنعت کاروں اور تاجروں کی مفاد پرستی، مزدوروں اور کسانوں کی فرائض سے مکمل غفلت لیکن حقوق کی فہرست میں مسلسل اضافہ عوام میں فرقہ واریت۔ اسلامی فرائض سے ناواقفیت اور غفلت اور یہ خوش فہمی کہ وہ خود کچھ بھی نہ کریں مگر حکومت ان کی تمام مشکلات کو حل کردے گی۔

پھر ان خوفناک مسائل پر مستزاد یہ کہ اب قوم کے اندر اپنے نظریۂ حیات کے بارے میں وہ یکسوئی باقی نہیں جس کی برکت سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا بلکہ اب تو لادینیت کا کھلم کھلا پرچار کرنے والوں کا ایک منظم گروہ سرگرم عمل ہے۔ یہ گروہ علاقائیت کی آڑ میں کام کرکے باقی ماندہ پاکستان کو بھی ختم کردینے پر تلا ہوا ہے۔

مولانا ندوی نے اپنے بیان میں مزید کہا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ ہمارے بالغ نظر قائدین کو اس صورت حال کا نہ صرف احساس ہوگا بلکہ وہ اس کا سامنا کرنے کے لئے پوری طرح تیار بھی ہوں گے تاہم ایک ناچیز مشورے کے طور پر میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ مغرب سے درآمد کردہ نام نہاد جمہوریت اور پارٹی بازی کی موجودگی میں کوئی بھی پارٹی اتنی طاقتور نہیں ہے کہ پوری قوم میں سرایت کرجانے والے موجودہ بگاڑ کو سختی کے ساتھ کچل ڈالنے کی ہمت کرسکے۔ ہر پارٹی کو نظم حکومت چلانے میں بیوروکریسی سے دبنا پڑیگا اور ووٹوں میں اکثریت حاصل کرنے کی غرض سے بگڑے ہوئے تمام طبقات کے ساتھ مصالحت کرنی پڑے گی۔

اور تمام ذرائع ابلاغ اور وسائل تعلیم و تربیت کو اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے وقف کردیا جائیگا۔

بیان کے آخر میں موصوف نے قوم کے قائدین سے اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شائد پاکستان کو بچانے کا یہ آخری موقعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو ملا ہے اور اگر آپ نے اس نازک گھڑی کے مطابق انقلابی فیصلے کرنے کی ہمت کر ڈالی تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید آپ کے ساتھ ہوگی۔

حضرت درخواستی مدظلہ

امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ بروز ہفتہ چناب ایکسپریس سے کوہاٹ تشریف لے جا رہے ہیں۔ جاوید ابراہیم پراچہ بھی حضرت کے ہمراہ ہونگے۔ حضرت مدظلہ نماز عید الفطر کوہاٹ میں ادا فرمائیں گے۔

انتخاب کے بعد مولانا عبدالغفار صاحب نے صدارتی تقریب میں جماعتی پروگرام پر روشنی ڈالی - آخر میں چند قراردادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں -

۱- مولانا مفتی محمود صاحب کو ملک و ملت کی صحیح قیادت کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور آپ کی صحت یابی کی دعا کی گئی -

۲- نوزائی میاں کی غلط پالیسیوں کو ملک و ملت کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا -

۳- سیاسی سرگرمیوں کو جلد از جلد بحال کیا جائے -

اجلاس دعا پر ختم ہوا -

جمہوریت اور اسلام کی سربلندی کیلئے کوشش ؛

نعمان پورہ ، باغ : مولانا امیر الزمان ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء آزاد جموں و کشمیر نے قومی اتحاد اور فوجی حکومت کے درمیان مذاکرات کی کامیابی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حالات میں یکے بعد دیگرے پیچیدگیاں اور مد و جزر پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن یہ بات قوم کے لئے بیشک اطمینان بخش ہے کہ بالآخر قومی اتحاد اور حکومت کی بات چیت نتیجہ خیز رہی ہے - مولانا امیر الزمان نے کہا کہ قومی اتحاد کی جماعتوں نے قائد قومی اتحاد مولانا مفتی محمود پر مکمل اور بھرپور اعتماد کا اظہار کر کے ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے جس پر قومی اتحاد کے سب لیڈر اور بالخصوص مولانا مفتی محمود مبارکباد کے مستحق ہیں -

اس موقع پر مولانا امیر الزمان نے کشمیری عوام کی طرف سے مولانا مفتی محمود کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہمیشہ جمہوریت اور اسلامی نظام کی سربلندی کے لئے کوشش کی ہے - سول حکومت کا قیام جمہوریت کی بحالی اور اسلامی نظام کے قیام کی طرف ایک اہم قدم ثابت ہوگا - انہوں نے کہا کہ یہ بات بھی ہمارے لئے بے حد اطمینان بخش ہے کہ قومی اتحاد عام انتخابات کے لئے وقت کے تعین اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے ٹھوس اقدامات کے سلسلہ میں کامیاب ہوا ہے -

عیادت کی گئی ؛

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جیکب آباد کے امیر سید احمد شاہ صاحب جنرل سیکرٹری میر علی نواز خان سے میر صبح صادق ، حاجی رشید احمد سیال ، غلام رسول بجارانی ضلعی وفد نے قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود سے راولپنڈی کامران ہوٹل میں ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا طبع پرسی کی -

عید کی خوشیوں میں سیلاب زدگان کو بھی شامل کریں۔

میاں محمد عارف، صدر جمعیۃ طلباء

جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی صدر میاں محمد عارف صاحب نے جمعۃ الوداع اور عید کے پرمسرت موقع پر طلباء کے نام ایک پیغام میں طلباء پر زور دیا ہے کہ وہ عید الفطر کی خوشیوں میں پریشان حال، بے گھر سیلاب زدگان کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے ان کی مالی امداد کریں تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

انہوں نے کہا کہ جسطرح رمضان المبارک کے مہینے میں طلباء نے مکمل اسلامی نظم وضبط کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح رمضان کے بعد بھی فرائض وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیگی کو معمول بنالیں۔

آخر میں انہوں نے تمام طلباء کو عید الفطر کی مبارک باد دی۔

میرپور خاص:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، میرپور خاص کا ایک اجلاس زیر صدارت حافظ مظہر حسین نائب صدر منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز جناب محمد شاہد راجپوت نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ اجلاس میں معاونت سازی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف پہلوؤں پر غور کیا گیا۔ میرپور خاص کی صورتحال کی روشنی میں لائحہ عمل طے کیا گیا۔ اجلاس میں دیگر امور پر بھی غور کیا گیا۔ جناب محمد الیاس تمنا دوبارہ صدارت کے عہدہ پر فائز ہوگئے ہیں۔

شکارپور:

جمعیۃ طلباء اسلام کے سندھ سرپرست مولانا غلام قادر بھنوار جمعیۃ کے مقامی کنویز عبدالباری شیخ کے ذریعہ طلباء کے نام ایک پیغام ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ علماء اور نئی نسل میں انگریز نے جو دوری رکھی تھی اس کو دور کرنے کے لئے اگر جمعیۃ طلباء اسلام والے عملی کردار ادا کریں اور علماء کرام کے نمائندہ کی حیثیت سے اپنے حلقوں میں کام کریں تو وہ نئی نسل کو صراط مستقیم پر لانے میں بڑا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام کو چاہیئے کہ وہ بجائے بھیڑ کے مخصوص افراد کی تربیت پر زور لگائیں اور اپنے اچھے خلف پیدا کریں۔

اظہار تعزیت:

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاڑکانہ کے جنرل سیکریٹری اور چانڈکا میڈیکل کالج اسٹوڈنٹس یونین کے جوائنٹ سیکریٹری مسٹر خالد محمود صاحب سومرہ نے ممتاز سیاسی وسماجی کارکن اور جمعیۃ علماء اسلام تعلقہ لاڑکانہ کے ہر دلعزیز رہنما مولانا غلام سرور صاحب سومرہ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

تفصیلی دورہ:

گذشتہ دنوں گوٹھ دین پور کا جمعیۃ طلباء اسلام کے وفد نے تفصیلی دورہ کیا۔ وفد گوٹھ دین پور پہنچا تو جمعیۃ کے کارکنوں نے ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ پہلے مرحلے میں وفد نے جمعیۃ طلباء اسلام گوٹھ دین پور کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ کام کو دیکھ کر وفد نے بہت خوشی محسوس کی۔

دوسرے مرحلے میں وفد نے متاثرہ علاقوں کا تفصیلی دورہ کیا اور بارش سے متاثرہ علاقہ کا براہ راست جائزہ لیا اور وہاں کے لوگوں کے حالات معلوم کئے۔ بستی میں ہونے والے نقصان کو اپنی ڈائری میں نوٹ کیا۔

یہاں بارش کا پانی مکانوں کے گرد ابھی تک جمع ہے جس کی وجہ سے مچھروں کی پیداوار میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ بستی میں اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے وہاں فصلوں میں پانی کھڑا ہے اور فصلیں تباہ ہوگئیں۔

کنویز عبدالوحید نے صدر جمعیۃ طلباء اسلام گوٹھ دین پور عبدالکریم پرواۃ اور دیگر عہدیداران کو ہدایت کی ہے کہ وہ بستی کے لوگوں سے تعاون کریں اور ان لوگوں کی ہر طرح سے مدد کریں۔ شام کو وفد واپس نواب شاہ پہنچا۔

وفد درج ذیل پانچ افراد پر مشتمل تھا۔

۱۔ کنویز عبدالوحید جمعیۃ طلباء اسلام نوابشاہ
۲۔ جنرل سیکریٹری غلام محمد خان " " "
۳۔ آفس سیکریٹری جمشید علی خواجہ " " "
۴۔ خزانچی غلام مصطفٰے " " "
۵۔ مہمان خصوصی۔ غلام حسین بہاولپور

افتتاح فری کوچنگ سینٹر:

دفتر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع بدین میں ۹ بجے صبح جو رونق اور چہل پہل تھی وہ شاید کسی بھی شعبہ میں دیکھنے میں نہیں آئی ہوگی۔ طلباء وقت سے پہلے پہنچنا شروع ہوگئے تھے اور ہر ایک کے چہرے سے انتظار کی شدت کے آثار ظاہر ہورہے تھے کیونکہ یہ ایسا موقعہ تھا کہ قوم کے بچوں کو ایسے محسنوں کی نگرانی حاصل ہورہی تھی جو بے لوث بے غرض، دنیاوی عزت ودولت کو چھوڑ کر خدمت پر کمربستہ ہوئے ہیں اور جن کو قوم کے ان بچوں کے لامذہب خیالات وغیر اسلامی نظریات آٹھ آٹھ آنسو رلاتے ہیں جنہوں نے مشہور ترین تعلیمی اداروں سے سوائے کمیونسٹ، سوشلسٹ اور نیشنلسٹ تفکرات کے اور چوری ڈکیتی فحش و

بیہودہ حیا سوز فلموں میں اداکاری کے سوا کچھ حاصل نہ کیا بلکہ جو اپنے دین متین سے اسقدر غافل و بے پرواہ ہوگئے کہ اپنی عزت و عصمت کو فروخت کرنے سے نہیں شرماتے اور ایسے ہی سیکولر خیالات کے لوگ ملک و قوم کی تباہی و ہلاکت کا باعث بنتے ہیں اور قتل پاکستان و سقوط مشرقی پاکستان کے یہی لوگ ذمہ دار ہیں۔

ان محسنوں نے صرف للہ طلباء کو نصابی کتب پڑھانے کے علاوہ ذہنی تربیت کا بھی بیڑا اٹھایا ہے تاکہ طلباء جو کل قوم کے اہم شخصیتوں کی صورت میں نمودار ہونے والے ہیں۔ موجودہ دور کے فتنوں، مشکلات اور عصر حاضر کے تقاضوں سے پوری طرح آگاہ ہوں اور عملی زندگی میں قدم رکھنے سے پہلے وہ ان باتوں پر سوچ سکیں جبکہ انہوں نے سامنا کرنا ہے۔ اسی تقریب سعید کے لئے نو بجے صبح ۲۱ اگست مقرر تھا۔ اکابرین جمعیت علماء اسلام کو دعوت دی گئی تھی جن میں سے بعض تو بوجوہ حاضر نہ ہوسکے جبکہ باقیوں نے دعوت کو قبول فرماکر تقریب کی شان دوبالا کردی۔

صدارت کے لئے الحاج گل رحمن خٹک کا نام پیش کیا گیا۔ تلاوتِ کلام پاک کے بعد بلال احمد اعوان نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں دینی تعلیم و تربیت حاصل کرنا عین جہاد کے مترادف ہے کیونکہ دنیا دولت بڑھانے میں مقابلے شروع ہیں۔ حرص و لالچ کی گرم بازاری سے دنیا پر تاریکی چھا گئی ہے۔ رشوت، جھوٹ، دھوکا اور طاقت کے ناجائز استعمال سے حکومت کا انتظامی ڈھانچہ بالکل مفلوج ہوکر رہ گیا ہے۔ اس صورت میں قوم کو تباہی کے گڑھے سے نکالنے کا واحد راستہ یہ رہ گیا ہے کہ نئی نسل کو خود بینی و زر پرستی کی بجائے قوم و ملک اور مذہب کے مفادات کو پیش نظر رکھنے کے لئے تیار کیا جائے۔ یہ سنٹر اس غرض سے کھولا جا رہا ہے اور اکابر و طلباء کے تعاون سے یہ کام مکمل ہوسکتا ہے۔

الحاج گل رحمن خٹک نے فرمایا کہ اس نیک مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم وہ مظاہرہ کریں گے جس کا وقت تقاضا کرے۔ جانی و مالی تعاون سے ہم ہرگز نہیں کریں گے اور دعا کریں گے کہ خدا ہم سب کو ایسے نیک کاموں کا بیڑا اٹھانے کے قابل بنائے۔

طلباء سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہم اپنی ذمہ داری پوری کررہے ہیں۔ آگے آپ کا کام ہے۔ مستقبل میں قوم آپ کے گریبانوں میں ہاتھ ڈالے گی۔ اور آپ پر قرطاس ابیض۔ آپ کا فرض ہے کہ بڑے شوق سے کوچنگ سینٹر میں حاضری دیتے رہیں اور نیک نیتی سے تعلیم و تربیت حاصل کریں تاکہ آئندہ عملی زندگی میں ہر طالب علم اس قابل ہو کہ وہ ملک و قوم کو مشکلات سے نکالنے اور ترقی کی راہ پر گامزن کرسکے۔ یہ کام سستی اور بیکاری سے نہیں بلکہ دن رات کام کرنے سے آپ میں صلاحیت پیدا ہوگی اور آپ مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا مفتی محمود صاحب جیسے قوم کی قیادت سنبھالنے کے اہل ہوں گے۔

خدا ہم سب کو اس نیک مقصد میں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آخر میں مولانا صاحب الرحمن صاحب نے دعا کی اور اجلاس برخواست ہوگیا۔ طلباء کو ذبید احمد ذیشان اور محمد اسمٰعیل کنوینر جمعیت طلباء اسلام ضلع بنوں نے پڑھائی باقاعدہ ٹائم ٹیبل سے شروع کی۔

انتخاب: جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کی مجلس عمومی

کا اجلاس زیر صدارت ضلعی صدر جناب محمد فاروق شیخ دفتر جمعیۃ نزد جامع مسجد قدیم بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ اجلاس کی ابتدا قاری عبدالرشید زاہد نے تلاوت کلام پاک سے کی۔ اجلاس میں آئندہ دو سال کے لئے کا انتخاب عمل میں آیا۔

۱۔ صدر : شیخ محمد اکرم، گورنمنٹ ہائی سکول ع۲، حافظ آباد (میٹرک)
۲۔ نائب صدر : حافظ ناصر محمود گورنمنٹ کالج۔
۳۔ ناظم عمومی : سیف اللہ خالد، مدرسہ اشرفیہ قرآنیہ۔ حافظ آباد
۴۔ ناظم : آفتاب احمد کھوکھر گورنمنٹ ہائی سکول ع۱ (میٹرک)
۵۔ ناظم نشر و اشاعت : گوہر اشتیاق احمد مسلم ہائی اسکول۔
۶۔ خازن : حافظ ریاض احمد۔ مدرسہ اشرفیہ۔

آخر میں ضلعی صدر نے خطاب کرتے ہوئے نئے عہدیداران کو مبارکباد پیش کی اور کام کرنے کی ہدایات دیں۔

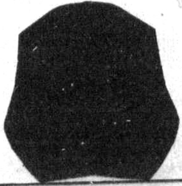
انتخاب: گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام

مانوالہ کا ایک اجلاس زیر صدارت خطیب جامعہ رشیدیہ قاری شبیر احمد نفیس صاحب منعقد ہوا۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اندر جہاد فی سبیل اللہ کا فقدان ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ تمام خلاف اسلام اور باطل فرقوں کو کچلنے کے لئے سربکف میدان میں نکلیں اور اسلام کی شوکت و قوت کا پرچم پوری دنیا پر لہرا دیں۔

انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ وہ اپنے اندر قوت گویائی اور دوسروں تک بات پہنچانے کی جرأت پیدا کریں کیونکہ جمعیۃ طلباء اسلام کا مقصد ہی یہی ہے کہ نوجوانوں کی صحیح معنوں میں تربیت کریں اور پھر اپنے اعلیٰ کردار سے معاشرہ کی کایا پلٹ دیں۔

آخر میں نئے سال کے لئے جمعیۃ طلباء اسلام مانوالہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ طلباء نے نہائت جوش و خروش سے انتخاب میں حصہ لیا۔ الیکشن کمشنر کے فرائض قاری شبیر احمد نفیس نے سرانجام دیئے۔

۱۔ صدر : رانا توفیق احمد
۲۔ نائب صدر : فیض باری صاحب
۳۔ ناظم عمومی : چوہدری تنویر احمد ناصر
۴۔ خازن : ملک جبیر احمد
۵۔ سیکرٹری نشریات : چوہدری اسرار احمد



دارالعوام اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام [illegible] خوشخط [illegible] مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں۔ ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دارالعوام و مسائل [illegible] چوک [illegible]

فرقہ وارایت کو روکا جائے؛

میں آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے اعلیٰ حکام کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ گذشتہ چند روز سے جمعیۃ العلماء پاکستان میرپور خاص میں فرقہ وارانہ فسادکو ہوا دینے میں سرگرم عمل ہے اور قابل اعتراض پمفلٹ بھی شائع کررہی ہے جس کی وجہ سے گذشتہ دن فسا دہوتے ہوتے بچ گیا ہے۔ میں وہ پمفلٹ جلد ہی اعلیٰ حکام کو بھی روانہ کردوں گا۔ اگر جمعیۃ علماء پاکستان نے اپنی روش نہ بدلی تو ہم قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ ہمیں ملک کا مفاد زیادہ عزیز ہے۔ ہم کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتے جس سے اس ملک کو نقصان پہنچے۔

لہٰذا ہم اعلیٰ حکام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور منافرت پھیلانے والوں کو باز رکھے۔ گذشتہ دنوں کے واقعے سے عوام میں کافی اشتعال پھیلا ہے۔ میں جمعیۃ العلمائے پاکستان کے صدر نورانی میاں سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ فرقہ وارانہ فساد کو ہوا نہ دیں اور اپنے کارکنوں کو باز رکھیں۔

محمد شاہد راجپوت
میرپور خاص۔

ٹیوب ویل پر آبیانہ کیوں؟

آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے ارباب حکومت خصوصاً محکمہ زراعت کے حکام بالا کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ افسران بالا کے اکثر بیانات اخبارات میں آئے روز نظر سے گزرتے ہیں کہ زراعت ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ کہ ملکی معیشت کا نوے فیصد انحصار زراعت پر ہے۔ مگر یہ بیانات محض عمل نہ ہونے کی وجہ سے اخبارات کی زینت بن کر رہ جاتے ہیں۔ مگر زمیندار طبقہ خصوصاً چھوٹے کاشتکاروں پر ہونے والی زیادتی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں، وہ یہ کہ کوئی ایک زمیندار یا چند چھوٹے کاشتکار مل کر ٹیوب ویل لگاتے ہیں کیونکہ نہری پانی کفایت نہیں کرتا۔ اب جو اراضی ٹیوب ویل سے سیراب ہوتی ہے اس پر بھی آبیانہ آتا ہے، جبکہ زمیندار بجلی کا بل بھی ادا کرتے ہیں۔ اس طرح ان بیچاروں پر دُگنا بوجھ آتا ہے حالانکہ آبیانہ صرف نہری پانی سے سیراب شدہ اراضی پر ہی آنا چاہیئے۔

کیا ارباب حکومت خصوصاً محکمۂ زراعت اس ناروا زیادتی کی طرف بھی توجہ فرمائیں گے؟

محمد ابراہیم رشیدی
چک $\frac{535}{E.B}$، ڈاکخانہ خاص
تحصیل وضلع وہاڑی

خواتین کو فوٹو کی پابندی۔

بھٹو حکومت نے اپنے دور حکومت میں حج پر جانے والی خواتین کو ویزہ پر فوٹو کو لازمی قرار دیا تھا اور اس قانون کو سعودی حکومت کا قانون قرار دیا تھا جبکہ سعودی حکومت نے کوئی ایسا قانون نہیں نافذ کیا تھا۔

اب جبکہ بھٹو حکومت کا خاتمہ ہوئے سال گزر چکا ہے اس قانون کو ختم کرنا از حد ضروری ہے۔ وزارت مذہبی امور سے درخواست ہے کہ وہ اس پابندی کو ختم کرے۔

حبیب اللہ
مطب یونانی۔ ڈی۔آئی خان

یوم پاکستان ۔ ۲۷ رمضان

ہم آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کی رائے کا خیر مقدم کرتے ہیں جس میں انہوں نے یوم پاکستان ۱۴ اگست کے بجائے ۲۷ رمضان المبارک کو منانے کو کہا ہے اور ہم جنرل صاحب سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ شریعت بھی اسی مہینے میں نافذ کردی جائے۔

محمد بلال طارق ۔ نیاز علی ۔ محمد اقبال طاہر
کارکنان ۔ منچن آباد

ریلوے پولیس کی زیادتی؛

مکرمی! مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۷۸ء فیصل آباد سے گجرات تک سفر کرنے کا اتفاق ہوا اس دوران مسافروں پر جو بیتی آپ کے مؤقر ہفت روزہ کی وساطت سے ریلوے کے حکام بالا کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

ہم جس ڈبے میں بیٹھے تھے وہاں سے یہ کہہ کر اٹھا دیا گیا کہ یہ ڈبہ مستورات کے لئے ہے جب کہ اس سے آگے ایک ڈبہ بالکل خالی پڑا تھا۔ جب ہم لوگوں نے اس ڈبے میں داخل ہونا چاہا تو ریلوے پولیس کے دو سپاہیوں نے جن کے بیج نمبر ۲۱۴، ۶۹ ہیں ڈبے کے قریب آئے اور مسافروں کو ڈبے میں داخل ہونے سے روک دیا کہ یہ ڈبہ صرف پولیس کے لئے وقف ہے حالانکہ انہی دو پولیس والوں نے آگے چل کر دوسرے لوگوں سے پیسے لے کر انہیں ڈبے میں داخل ہونے دیا۔ اگر یہ ڈبہ مسافروں کے لئے نہیں تھا اور صرف پولیس کے لئے مخصوص تھا تو انہوں نے اس کی نشستیں کیوں فروخت کیں۔ جبکہ دوسرے مسافر جنہوں نے ان کو پیسے نہیں دیئے دوسرے ڈبوں میں کھڑے ہوکر سفر کیا، جن میں بوڑھی عورتیں بچے شامل تھے۔ اس گرمی کے موسم میں کھڑے کھڑے بُرا حال ہورہا تھا۔

آپ کے مؤقر جریدہ کے ذریعہ ریلوے کے اعلیٰ حکام سے گذارش ہے کہ وہ ریلوے میں پولیس اور ریلوے ملازمین کی زیادتیوں سے مسافروں کو نجات دلائے۔ ایم طارق سعید گھمن گجرات

پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے۔ فضل محمد عثمانی صرافہ بازار۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان

شرانگیزی بند کیجئے :

جس دن سے جمعیۃ العلماء نے پاکستان قومی اتحاد سے علیحدہ ہوئی ہے نورانی میاں کے حواری فرقہ وارانہ تقریریں جھاڑ رہے ہیں۔ اگرچہ جنرل ضیاء الحق نے مذہبی اور سیاسی تقریروں پر پابندی لگا رکھی ہے مگر پھر بھی یہ لوگ نماز جمعہ کے موقع پر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں حتیٰ کہ گالی گلوچ تک سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ حالانکہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جا سکتا ہے مگر ہم نے ہمیشہ قانون کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا

اس لئے مارشل لاء حکام سے گذارش ہے کہ ان لوگوں کو فرقہ واریت اور شر پسندی سے روکا جائے۔ حاجی سلیم الدین ڈسکہ کلاں

گومل یونیورسٹی کے مسائل :

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان پاکستان کا واحد ضلع ہے۔ عوام اور طلباء کے پُرزور مطالبے کے پیش نظر اس کو ایک یونیورسٹی ملی لیکن وہ بھی ابھی تک مسائل کی لپیٹ میں ہے۔ گومل یونیورسٹی میں طلباء کی تعداد چھ سو کے قریب ہے جن میں ملکی طلباء کے علاوہ غیر ملکی طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔ ہوسٹلوں کے مکمل تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے طلباء شہر اور چھاؤنی کے علاقہ میں بکھرے پڑے ہیں۔ یونیورسٹی کی حدود میں ابھی تک صرف ایک ہاسٹل تعمیر ہوا ہے جہاں تین صد طلباء رہائش رکھتے ہیں اور ان کے آنے جانے کے لئے صرف دو بسیں چلتی ہیں جو بالکل ناکافی ہیں اور طلباء کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں طلباء کے لئے جدید کورس کی کتابیں لائبریری میں میسر نہیں جس کی وجہ سے طلباء پریشانی میں مبتلا ہیں۔ یونیورسٹی کی عمارت کا ٹھیکہ ملک کی واحد کمپنی ایس سی کو دیا گیا لیکن فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے ابھی اس کی تعمیر نامکمل ہے۔

ہم چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے التماس کرتے ہیں کہ وہ یونیورسٹی عمارت کی تعمیر کے لئے فنڈ کی منظوری دیں تاکہ یونیورسٹی جلد

مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور میں نئے سال کا داخلہ

اور

درجہ حدیث و درجہ تکمیل کے طلباء کیلئے اہم خوشخبری

۱۔ امسال مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض عیدگاہ خانپور ضلع رحیم یار خان میں نئے سال کا داخلہ ۵ شوال المکرم ۹۸ھ سے شروع ہوگا اور انشاء اللہ ۱۰ شوال المکرم کو باقاعدہ اسباق کا افتتاح ہو جائیگا۔

۲۔ درجہ دورہ حدیث و درجہ تکمیل بخاری شریف جلد ثانی استاذ المحدثین والمفسرین شیخ الاسلام حضرت درخواستی دامت برکاتہم بنفس نفیس پڑھائیں گے۔ بخاری شریف جلد اول اور ترمذی شریف محقق عصر استاذ التفسیر والحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی محققانہ انداز میں پڑھائیں گے۔ نیز درجہ تکمیل کے تین اسباق مع حمد اللہ صدرا مع شمس بازغہ میرزاہد ملاجلال بھی پڑھائیں گے۔ مسلم شریف طحاوی شریف ابن ماجہ نسائی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہٗ اسلاف کے طرز پر پڑھائیں گے۔ ابوداؤد مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمد استاذ الاساتذہ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا واحد بخش صاحب مدظلہ اپنے منفرد انداز میں پڑھائیں گے۔ نیز درجہ تکمیل و فنون کے دیگر اسباق بھی پڑھائیں گے۔

۳۔ درجہ موقوف علیہ و درجہ متوسطہ کتب بھی مندرجہ بالا اساتذہ اور دیگر اساتذہ بڑی محنت و جانفشانی سے پڑھاتے ہیں۔

۴۔ خصوصاً امسال ابتدائی درجہ عربی کا یک سالہ نصاب ارشاد الصرف سے شرح مأۃ عامل تک اور فارسی کا تمام نصاب اردو کی مشق کے ساتھ جو کہ ایک سال میں مکمل کرایا جائے گا حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نائب مفتی مدرسہ عجیب اور سہل طریقہ سے پڑھائیں گے۔ لہٰذا تمام شائقین علوم عربیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جلد داخلہ لے کر مقررہ وقت پر مدرسہ میں حاضر ہوں۔

المعلن : (الحاج مولانا) مطیع الرحمٰن صاحب درخواستی نائب مہتمم مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور فون ۱۸

ہم صدر پاکستان قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کو ہزارہ ڈویژن سے حاجی فقیر محمد الائی کی مرکزی کابینہ میں شامل کئے جانے پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حاجی فقیر محمد کو قومی اتحاد کے قوم سے کئے ہوئے وعدوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبدالستار خان، جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام مانسہرہ۔ ہزارہ